جامعہ عثمانیہ دورِکار ترجمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
والعصر ۝ اِنَّ الانسان لفی خسر ۝

ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ

فروری ۲۰۰۱ء

پشاور
پاکستان

العصر

مطہر

ماہنامہ

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ
نوتھیہ روڈ پشاور

Scanned with CamScanner

جنت میں گھر بنانے کا سنہری مو

گھر انسان کی بنیادی ضرورت ہے خود اور اپنی اولاد کے آرام وسکو
ہر ایک گھر بنانے کی کوشش میں رہتا ہے زندگی بھر ایک گھر کی تعم
واحد آرزو اور تمنا ہوتی ہے لیکن کیا ہم نے کہیں یہ سوچا کہ دنیا
زندگی کی نسبت سے ہمیں قیامت کی ابدی زندگی میں بہتر سے گھ
ضرورت ہے یہاں تو پھر بھی ذاتی مکان نہ ہونے کی صورت میں ک
مکان میں زندگی کی صبح وشام تمام ہو سکتی ہے لیکن قیامت میں کرای
نظام نہیں پایا جاتا

آئیے بغیر سوچے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں جنت میں گھر بنانا ضروری ہے اس کے لئے آپ کرہ ارض پ
کر یا کسی دینی درسگاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اپنی آرزو پور کر سکتے ہی
سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ نے بنات اسلام کے لئے مدرسہ سیدہ فاطمہ
عظیم منصوبہ پر کام شروع کر کے دو مراحل میں جامعہ کے ساتھ سات
مرلہ کا پلاٹ تقریباً دس لاکھ روپے میں خرید کر مسلمانوں کو جنت م
بنانے کا سنہری موقع فراہم کیا ہے۔زرزمین کا یہ ناقابل تحمل بوجھ اٹھا
کوشش کیجئے اور مسلمان بچیوں کی تعلیم وتربیت میں دل کھول کر حصہ لیں

شعبہ نشرواشاعت جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ
العصر پشاور

زیر سرپرستی
حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

فروری ۲۰۰۱ء — ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ — جلد ۷ شمارہ ۲

فہرست مضامین

اداریہ	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۲
یعلم مافی الارحام میں اشکال اور جواب	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۸
میرے شیخ میرے مربی	مولانا انعام الرحمٰن	۱۲
تعزیری سزائیں	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۲۲
لیل مہ وبارہ ماہ	مولانا عمر حیات (خطیب)	۳۶
ایک خط بنام مدیر	ندیم احمد کراچی	۴۴
تبصرہ کتب	مولانا قاری احسان الحق	۴۵

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر ۔ صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر: مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

اداریہ

مقدس علمی شخصیات کے خلاف سازشیں

مفتی ذاکر حسن نع

امت مسلمہ اور تمام انسانیت کا بہترین خیر خواہ اور راہنما طبقہ حضورؐ اور تمام انبیاء کرام کے سچے ورثاء وہ علماء کرام ہیں۔ جن کی ساری زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ نصیحت دعوت وارشاد، دعوت و تبلیغ اور جہاد میں بسر ہو رہی ہے۔ علماء کرام کبھی بھی ام کے بد خواہ واقع نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ پوری انسانیت کس طر دونوں جہاں کی بھلائیوں کو سمیٹے گی۔ لیکن باطل قوتیں روز اول سے ان کے خلاف کسی قسم حربہ استعمال کرنے سے باز نہیں آتیں۔ انبیاء کرام کو ناحق قتل کیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو شہید کیا۔ حضورؐ اور صحابہ کرام سے کئی جنگیں لڑیں۔ دین حق کو مٹانے کی ناکام کوششیں کیں۔ لیکن اللہ نے ہر دور میں دین کو او نچاد کھایا۔ اور دین شخصیات کا ساتھ دیا۔ ارشاد باری ہے یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولوکره الکافرون۔ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کی روشنی کو اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اگرچہ کافر اس کو برا جانیں۔ (الصّف) اللہ کی مشیت کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ ارشاد ہے ومکرواو مکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے (آل عمران) ان کید الشیطن کان ضعیفاً بے شک فریب شیطان کا سست ہے لنسآء) یوں معلوم ہوتا ہے کہ علماء کرام کی قتل کی سازشوں میں وہ بیرونی قوتیں ملوث جن کے باپ دادا نے انبیاء کرام کو ناحق قتل کیا۔ اب ان کی بدنام زمانہ ذریت گھر کے یوں کو ساتھ ملا کر اپنے باپ دادا کی مذموم سنت کو تازہ کر رہے ہیں۔ جن کی تازہ مثال

جامعہ فاروقیہ کراچی کے نامور اساتذہ حدیث حضرت مولانا عنایت اللہؒ حضرت مولانا حمید الرحمٰنؒ اور مفتی اقبالؒ ہیں۔ ان کو بے خبری کے عالم میں اس وقت شہید کر دیا جب وہ حضرات جامعہ کی گاڑی میں مدرسہ کی طرف جا رہے تھے۔ مولانا عنایت اللہ صاحب اور مولانا حمید الرحمٰن صاحب دونوں کا تعلق ضلع ہزارہ سے تھا اور کافی عرصہ سے علمی و دینی خدمت کے سلسلہ میں کراچی میں مقیم تھے۔ دونوں حضرات بڑے جید اور نامور اساتذہ حدیث تھے۔ ان کی شہادت کی وجہ سے علمی دنیا اور خاص کر جامعہ فاروقیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ عوام اور خواص علمی اور روحانی فیض سے محروم ہو گئے۔ مولانا حمید الرحمٰن صاحب کا بڑا بیٹا حافظ مصباح الرحمٰن صرف دس سال کا ہے جنہیں دیکھ کر بے اختیار آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ لیکن ان ظالم اور بے رحم درندہ صفت انسانوں نے لمحہ بھر کے لئے یہ نہیں سوچا کہ ان علماء کرام کے قتل کے ساتھ گھر اجڑ جائیں گے۔ بیویاں بیوہ بن جائیں گی۔ بچے اور بچیاں یتیم بن جائیں گے۔ کتنے دلوں کو ناقابل برداشت ٹھیس پہنچے گا۔ کتنے لوگ ان کے علماء اور روحانی فیض سے محروم ہو جائیں گے۔ کتنے مظلوموں کے دلوں سے بد دعائیں نکلیں گی۔ اللہ کا غضب کتنا جوش میں آئے گا۔ ان بطش ربك لشديد۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ شدید ہے ولا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظلمون۔ اور ہر گز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف (ظالم) ان اولیاء اللہ کا قتل اور خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ جو لوگ ان کے قتل میں علماً اور عملاً بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک ہیں ان کی دنیا و آخرت ضرور برباد ہو گی۔ حدیث قدسی میں ہے من عادلی ولیاً فقد اذنته بالحرب۔ جو میرے دوست کے ساتھ دشمنی کرے گا میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ رب العزۃ نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کے اور سود خوری کے۔

علماء کرام اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن علماء کو اب تک شہید کیا ہے یہ سب اولیاء اللہ تھے
منصور کو خبر ملی کہ سفیان ثوری آپ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اس لئے کہ آپ حق کا
نہیں کرتے۔ منصور حج کے لئے گیا تو اس کو پتہ چلا کہ سفیان مکہ میں ہے تو ایک جماعت
بھیجی کہ جاؤ سفیان کو جہاں پاؤ پکڑ کر سولی دے دو۔ سولی کے لئے لکڑی گاڑی گئی۔ سفیان
ثوری مسجد حرام میں اس طرح تھے کہ ان کا سر فضیل ابن عیاض کی گود میں اور پیر سفیان ابن
عیینہ کی گود میں تھے (اللہ اکبر کیا شان تھی ان اولیاء اللہ کی۔ سر ایک بزرگ کی گود میں اور
پاؤں دوسرے بزرگ کی گود میں) سفیان ثوری سے کہا گیا کہ دشمنوں کو خوش نہ کیجئے اٹھ کر
چھپ جائیں۔ سفیان ثوری ملتزم تشریف لے گئے اور عرض کیا قسم ہے اس کعبہ کے رب
کی کہ منصور کعبہ میں داخل نہیں ہوگا چنانچہ مقام حجون میں منصور کی سواری پھسل گئی اور
اس کی پیٹھ سے گر کر مر گیا۔ سفیان نکلے اور اس پر نماز پڑھی۔ ایک اور واقعہ ہے۔ زیاد نے
امیر معاویہ کو لکھا کہ عراق کو دائیں ہاتھ میں لے لیا۔ بایاں ہاتھ خالی ہے حجاز کی طرف اشارہ
تھا۔ عبداللہ ابن عمر کو یہ خبر پہنچی تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے کہ اے اللہ زیاد کے
[د]ائیں ہاتھ سے ہماری کفایت فرمایا۔ زیاد کے بائیں ہاتھ میں پھوڑا نکلا جس نے اسے مار ڈالا۔
ٹن عزیز کے جو لوگ اس سازش میں شامل ہیں اور اولیاء اللہ اور علماء کرام کے قتل کے
پے ہیں ان کو شہید کر کے اللہ سے جنگ مول لے رہے ہیں۔ علماء کرام کی تحقیر کر کے
ا بد دعاؤں کو اپنے پیچھے لگا رہے ہیں ان کو چاہئے کہ عذاب الہی کے منتظر رہیں ضرور کسی
شکل میں اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لے گا۔ جو لوگ اقتدار میں ہیں۔ بڑے بڑے عہدے
شیاں مناتے ہیں۔ دن رات اسراف اور عیاشی میں مشغول رہتے ہیں۔ ملک و قوم اور
حفاظت نہیں کر سکتے اور اپنی مسئولیت کو بھول چکے ہیں۔ ان کا انجام بھی خطرناک
ا کو چاہئے کہ رعایا کے بہترین افراد کو اپنی آنکھوں کا تارا بنائیں لیکن بد قسمتی سے ایسا
تا ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس طبقے میں علماء کرام کے خیر خواہ آئے ہی نہیں

حالانکہ پاکستان علماء کرام کے فتوؤں اور عمل جدوجہد سے بنا ہے۔ بعض نظریہ پاکستان کے
خلاف تھے لیکن پاکستان بننے کے بعد اب کوئی بھی پاکستان کے خلاف نہیں بلکہ اس وطن کی
بہتری سوچتے رہتے ہیں۔ صاحبان اقتدار کی خدمت میں حسن بصریؒ کا خط پیش کیا جا رہا ہے
۔ جو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا جب ان کو خلافت ملی۔ امام عادل کو اللہ نے ہر کجی کی
طرف مائل ہونے والے کو سیدھا کرنے والا بنایا ہے۔ ہر ظلم کرنے والے کو ٹھیک کرنے
والا بنایا۔ ہر فاسد کے لئے صلاح ہر ضعیف کے لئے قوت ہر مظلوم کے لئے انصاف ہر
مغموم کے لئے ملجا بنایا ہے امام مشفق نگران ہے جو اپنے اونٹوں کے ساتھ شفقت اور نرمی کا
معاملہ کرتا ہے ان کے لئے بہترین چراگاہ تلاش کرتا ہے ان کو ہلاکت میں ڈالنے والے
چارے سے دور رکھتا ہے درندوں سے بچاتا ہے گرمی سردی کی تکلیف سے الگ رکھتا ہے۔
امام عادل اس مشفق باپ کی طرح ہے جو اپنی اولاد کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتا ہے ان
کے لئے محنت و کوشش کرتا ہے۔ بچپن میں انہیں تعلیم دیتا ہے امام عادل شفیق اور مہربان
ماں کی طرح ہے جس نے بڑی تکلیف کے ساتھ بچے کو پیٹ کے اندر رکھا۔ اور تکلیف کے
ساتھ جنا۔ بچپن میں ایسا پالتی ہے کہ اس کے بیدار رہنے کی وجہ سے خود بھی بیدار رہتی ہے
اس کے سکون سے سکون پاتی ہے کبھی اس کو دودھ پلاتی ہے کبھی دودھ چھڑاتی ہے اس کی
عافیت سے خوش ہوتی ہے۔ بیماری سے مغموم ہوتی ہے اور منصف امام یتیموں کا نگران ہے
غریبوں کے لئے ذخیرہ کرنے والا چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے۔ بڑوں کے نان نفقہ کا بوجھ
برداشت کرتا ہے۔ منصف امام دل کی مانند ہے پسلیوں کے درمیان تمام اعضاء اس دل کے
ٹھیک رہنے پر ٹھیک رہتے ہیں۔ اور اس کے بگڑنے سے بگڑ جاتے ہیں۔ امام عادل قائم بین
اللہ اور بین العباد ہے۔ خدا کا کلام خود سنتا ہے اور بندوں کو سناتا ہے اللہ کو وہ دیکھتا ہے اور
بندوں کو دکھلاتا ہے وہ اللہ کا فرمان بردار ہوتا ہے بندوں کو اس کی فرمان برداری کی طرف
لاتا ہے۔ امیر المؤمنین ان چیزوں میں جن کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے اس غلام کی مانند نہ

Scanned with CamScanner

ہونا چاہئے کہ جس کو اس کے مالک نے امانتدار سمجھ کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو تباہ کر دیا اور اہل و عیال کو دھتکار دیا- نتیجۃً گھر والوں کو فقیر و محتاج بنادیا- امیر المؤمنین جان لو کہ اللہ نے خباثت کو روکنے کے لئے حدود نازل کئے ہیں تو خدا باد شاہ کو عذاب کیوں نہ دے گا جب وہ خود برائیوں کو کرنے لگے- اللہ نے قصاص کو اپنے بندوں کے لئے باعث حیات بنایا- تو کیا حال ہو گا- جب وہی شخص قتل کرے گا جو ان کے لئے قصاص لینے والا ہو اے امیر المؤمنین موت کو اور مابعد الموت کو یاد رکھیں تیرے دوست نہیں ہوں گے ایک گھر میں طویل مدت تک رہنا ہے تجھے ایک گڑھے میں ڈال کر تیرے دوست و احباب علاحدہ ہو جائیں گے اس وقت کے لئے سامان تیار کر جب ہر شخص الگ ہو جائے گا- اپنے بھائی- ماں- بیوی اور بچوں سے -وہ وقت یاد کر جب مردہ قبر سے اٹھے گا- دلوں کے راز ظاہر ہو جائیں گے -نامہ اعمال میں چھوٹا بڑا گناہ موجود ہو گا- اے امیر المؤمنین -امید ختم ہونے اور مرنے سے پہلے نرمی کر- رعایا کے ساتھ خلاف شرع اور ظالمانہ سلوک نہ کر قوی لوگوں کو ضعیفوں پر مسلط نہ کر- جو مسلمان کے حق میں نہ قرابت کا خیال رکھتے ہیں نہ عہد و پیمان کا- تیرے سراوروں کے گناہ کا بھی بوجھ ہو گا- آج اپنی طاقت کو نہ دیکھ بلکہ کل کی اپنی طاقت کو دیکھ تو موت کے جال میں مقید ہے-

لہذا ساری ذمہ داری حکمرانوں کی ہے - قیامت کی دن ساری باز پرس انہی سے ہو گی - بہر حال مظلوم شہداء علماء داستان غم رقم کر کے خود بلند درجات پر فائز ہو گئے جامعہ فاروقیہ کے ایک استاد حدیث نے ایک دیندار عورت کا خواب سنایا- کہ واقعہ شہادت کے بعد وہ اس اندوہ ناک واقعہ پر غمگین اور پریشان رہتی تھیں -راتوں کی نیند اڑ گئی تھی -برابر تلاوت کرتی رہتی اچانک کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ گئی- خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں اور ایک سفید ریش اور دیگر حضرات کو دیکھا- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کیوں اتنی پریشان ہیں ؟ میں تو ان

حضرات کے استقبال کے لئے کھڑا ہوں- یہ سفید ریش غالباً حضرت مولانا عنایت اللہؒ تھے

ایک صاحب نے واقعہ شہادت سے قبل خواب دیکھا تھا کہ جامعہ فاروقیہ کا بلند و بالا مینار گر چکا ہے -واقعی شہداء حضرات علم و عمل کے بلند و بالا روشن مینار تھے - حضرت مولانا عنایت اللہ اور حضرت مولانا حمید الرحمٰن کے ساتھ ہر سال ملاقات ہوتی تھی - دونوں کی حسین اور ہنس مکھ صورتیں ہر وقت دل و دماغ پر چھائی رہتی ہیں- سوچتا ہوں کہ آئندہ کے لئے ان حسین جیتی جاگتی صورتوں کی زیارت سے محروم ہو گئے -ان کی یاد ہمیشہ ستائے گی- دونوں کی قبروں پر حاضری دی تو یقین نہیں آرہا تھا کہ اساطین علم مٹی کے اس ڈیر کے نیچے مدفون ہیں-

ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے
مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے شان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

جامعہ عثمانیہ جامعہ فاروقیہ کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے -اللہ تعالی جامعہ کی ان علماء کا نعم البدل عطا فرمائے اور شہداء کے لواحقین متعلقین اور عقیدت مند حضرات کو اس صدمہ جانکاہ کی برداشت کے ساتھ صبر واجر عطا فرمائے -اور حاکم وقت اور ذمہ دار حضرات سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ موجودہ اور گزشتہ شہید علماء کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے تاکہ علماء کرام چین و سکون کی فضاء میں اطمینان کے ساتھ دین کا کام جاری رکھیں - علماء کرام کو یقینی تحفظ فراہم کیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ حالات مزید بگڑ جائیں پھر ضروری نہیں کہ صرف علماء ہی کو خطرہ ہو بلکہ اس آگ کے شعلوں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا- ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی پورے عالم اسلام اور پاکستان کو امن کا گہوارہ بنادے تاکہ دین و دنیا کے تمام کام امن و سکون کے ساتھ سرانجام دیئے جائیں-

یعلم ما فی الارحام میں اشکال اور جواب

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث و يعلم ما فى الارحام ۔
بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہی مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں (السجدۃ)

اس آیت کے ترجمہ اور تفسیر سے عام لوگ ایک شبہ میں مبتلا ہیں - شبہ کی وجہ یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالی کا خاصہ ہے من جملہ مغیبات کے پانچ مغیبات کا آیت میں ذکر ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو ان کا علم نہیں - حدیث میں بھی آتا ہے خمس لا يعلمهن الا الله - ان پانچ کا علم اللہ کے ماسوای کو نہیں

وجہ اشکال - وجہ اشکال یہ ہے کہ مفسرین ترجمہ و تشریح میں فرماتے ہیں کہ وہی بارش کو اتارتا ہے - کتنی اور کب اس کا کسی کو علم نہیں - وہی جانتا ہے جو شکم مادر میں ہے کہ لڑکی ہے یا لڑکا - کس شکل و صورت کا ہے تام الخلقت ہے یا ناقص - علامہ زمخشری لکھتے ہیں - أذكر ام انثى اتام ام ناقص (الكشاف ج ۳ ص ۵۰۵) اکثر مفسرین یہی تفسیر بیان کرتے ہیں - علامہ زمخشری ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں - وكذا ماسوا ذالك من الاحوال - اس جملہ میں اشکال کا جواب بھی ہے -

اشکال کیا ہے - اشکال یہ ہے کہ آلات کے ذریعہ پتہ چلا سکتے ہیں کہ بارش کب ہو گی کب رکے گی، اور اندازہ بھی لگاتے ہیں کہ کتنا پانی برسا - جاپان میں محکمہ موسمیات والے بارش کے شروع ہونے اور تھمنے کے بارے میں صحیح اوقات بتاتے ہیں - ان کے بتائے

ہوئے ٹائم ٹیبل کے مطابق بارش شروع ہوتی ہے اور رکتی ہے - جدید طب نے اتنی ترقی کی ہے کہ طبی آلات مثلاً الٹرا ساؤنڈ وغیرہ سے شکم مادر میں پتہ چلاتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی - تام الخلقت ہے یا ناقص - اور بچہ میں کونسی بیماری ہے - آیت کا ترجمہ اور تفسیر دیکھنے جاننے کے بعد سائنسی اور طبی تحقیقات کی وجہ سے ذہن میں اشکال آتا ہے کہ بارش اور شکم مادر میں بچہ کے حالات کا علم مخلوق کو کیسے حاصل ہوا - یہ تو قطعی نصوص کے خلاف ہے - نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ماسوای سائنس اور طب والوں کو پتہ نہیں چل سکتا اور سائنسی اور طبی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو بھی ان مغیبات کا پتہ چل سکتا ہے یہ تو تضاد ہے حالانکہ اللہ کی بات بھی سچی ہے اور سائنسی اور طبی تحقیقات بھی دن بدن صحیح ثابت ہو رہی ہیں اللہ بھی سچے ہیں اور تجربہ و مشاہدہ کو بھی جھٹلا نہیں سکتے تو تطبیق کی کیا صورت ہو گی -

تطبیق - تطبیق کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ کی بات بھی سچی ہے اور سائنسی اور طبی تحقیق بھی اپنی جگہ صحیح اور ثابت ہے اور تضاد بھی کوئی نہیں - اشکال کو ختم کرنے کے لئے اول ذہن میں غیب کا معنی بٹھلائیں - وہ یہ کہ اللہ سے کوئی چیز غائب نہیں وہ حقیقت میں عالم الشھادۃ ہے یعنی اس کے علم سے کوئی شی پوشیدہ نہیں غیب اور شہادۃ کی تقسیم مخلوق کے علم کے لحاظ سے ہے کیونکہ مخلوق کے سامنے بعض چیزیں حاضر ہیں اور بعض غائب - اس لئے مفسرین غیب کی تفسیر میں فرماتے ہیں - ماغاب عن الناس جو لوگوں کے علم سے غائب ہو - اس بناء پر اللہ کو عالم الغیب کہتے ہیں ورنہ وہ حقیقت میں صرف عالم الشھادۃ ہے - تو غیب کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں - ان تک علمی رسائی کے لئے کچھ طبعی اسباب ہیں - جن کے بغیر مخلوق ان کا علم حاصل نہیں کر سکتی - وہ اسباب یہ ہیں -

وحی - اللہ تعالی وحی کے ذریعے نبی کو مطلع کر دیتے ہیں

(۲) **حواس خمسہ** - بہت سی مخفی اشیاء کو ہم حواس خمسہ کے ذریعے جانتے ہیں مثلاً خوشبو اور بدبو کو قوت شامہ کے ذریعے کسی کی خوبصورت اور بدصورت آواز کو قوت

Scanned with CamScanner

سامعہ کے ذریعے اچھے اور برے ذائقہ کو قوت ذائقہ کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں۔

(۳) عقل ۔جو چیزیں حواس کے دائرہ سے باہر ہوں ان کو عقل کے ذریعے معلوم کر[تے] ہیں۔مثلاً کسی عمارت کی معمار کو عقل کے ذریعے جان سکتے ہیں

(۴) علم کے یہی تین اصل اسباب ہیں یہ صحیح ذرائع ہیں۔اس کے علاوہ بھی ذرائع ہیں۔[جو] ظنی ہیں۔مثلاً خواب۔خواب کے ذریعے بھی بعض چیزوں کی اطلاع ہو جاتی ہے۔

(۲) الہام کبھی اللہ دل میں کوئی بات ڈال دیتے ہیں بشرطیکہ اس بات کی تصدیق شرع، عق[ل]، تجربہ اور مشاہدہ سے ہو جائے۔ورنہ غلط الہام ہوگا۔(۳) نجومیوں کے حسابات وغیر[ہ]

(۴) سائنسی اور طبی آلات وغیرہ ان تمام ذرائع سے یقین یا ظن کے ساتھ مغیبات (غیب کی باتیں) کا علم حاصل ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا علم ہر شی پر مذکورہ ذرائع میں سے کسی کی طرف محتاج نہیں وہ براہ راست اور بلاواسطہ ذرائع مذکورہ کے ہر شی کی حقیقت کو بخوبی جانتا ہے۔

اللہ کے ماسوا تمام مخلوق ان ذرائع کی طرف محتاج ہے۔اب اشکال مذکورہ سے اصل جواب کی طرف آتے ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کا علم کل مغیبات پر قطعی اور یقینی اور بغیر آلات کے ہے۔ اور مخلوق کا علم ظنی اور آلات کے ذریعہ ہے۔ ظنی اور یقینی میں کوئی تضاد نہیں (۲) اللہ تعالیٰ کا علم مغیبات پر بلاواسطہ ہے اور مخلوق کا علم بالواسطہ (ذرائع) ہے (۳) اللہ تعالیٰ کے علم کو علم غیب کہتے ہیں اور مخلوق کا علم جو مذکورہ واسطوں سے حاصل ہو وہ علم غیب نہیں کہلاتا ہے بلکہ اس کو اظہار غیب، اطلاع غیب یا انباء غیب کہتے ہیں۔ مخلوق کے لئے قرآن مجید میں علم اور غیب کے لفظ دونوں ایک ساتھ نہیں آئے۔ مخلوق کے علم کی بات ہوتی ہے تو علم کے ساتھ اظہار، اطلاع یا انباء کا لفظ ہوگا۔ علم اور غیب دونوں لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ مخلوق کا علم واسطوں کے ذریعے جب علم غیب نہ ہوا تو اشکال سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا۔اللہ کا علم، علم غیب ہوا اور مخلوق کا اظہار غیب اطلاع غیب یا انباء غیب ہے۔لہذا کوئی تضاد نہیں۔(۴) اللہ تعالیٰ کو مغیبات کے کلیات اور اصول کا بلاواسطہ علم حاصل ہے۔ اور مخلوق کو بعض جزیات کا بالواسطہ علم حاصل

ہوتا ہے۔ مثلاً جاپان والوں کو صرف وہاں بارش کا علم ہوتا ہے جہاں آلات نصب ہوں۔اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے ہر خطے کا علم ہے کہ کب اور کتنی بارش ہ[و]نی ہے۔اللہ تعالیٰ کو کل ارحام کا علم ہے دنیا کی تمام حاملہ عورتوں کے بارے میں بیک وقت صحیح اور قطعی علم ہے کہ ہر ولد بچہ ہے یا بچی، کالا ہے یا سفید، خوب صورت ہے یا بد صورت، خوب سیرت (سعید) ہے یا بد سیرت (شقی) عمر کتنی ہوگی۔رزق کتنا ملے گا۔اسی عموم احوال کی طرف علامہ زمخشری نے اشارہ کیا ہے۔وکذا ماسوی ذالك من الاحوال ۔تمام ارحام کے مکمل احوال کا علم بہ یک وقت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ مخلوق کو صرف جزی علم ہوتا ہے مثلاً صرف وہ حاملہ عورت جس کی ڈاکٹر آلات کے ذریعے رپورٹ تیار کرتا ہے اس کے علاوہ دنیا کی تمام حاملہ عورتوں سے وہ بے خبر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں طبّی معائنہ کے ذریعے کل احوال کے علم کا احاطہ ناممکن ہے۔ جزیات سے کلیات نہیں ٹوٹتے۔لہذا جزی اور کلی میں کوئی تضاد نہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔اکوان غیبیہ کی کلیات اور اصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا ہاں جزیات منتشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی ہے مزید فرماتے ہیں فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوان غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہے (تفسیر عثمانی)

مثلاً بای ارض تموت میں غیوب مکانیہ کی طرف۔روئے زمین کے تمام غیوب کا علم اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔اگر کسی مکان میں غائب ایک جزی کا علم کسی مخلوق کو حاصل ہو جائے تو غیوب مکانیہ کے منافی نہیں۔ ماذا تکسب غداً میں غیوب زمانہ مستقبلہ کی طرف اشارہ ہے اگر کسی مستقبل کی کسی جزی کی خبر کسی مخلوق کو ہو جائے تو اس سے غیوب زمانہ مستقبلہ کا قاعدہ نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح یعلم مافی الارحام میں غیوب زمانہ حالیہ کی طرف اشارہ ہے۔ مخلوق میں اگر کسی کو زمانہ حال کسی غیب کی اطلاع مل جائے تو غیوب زمانہ حالیہ پر فرق نہیں پڑتا۔

واللہ اعلم بالصواب

Scanned with CamScanner

آہ میرے شیخ!!! میرے مربی اور محسن!!!

حضرت مولانا عنایت اللہ شہید

مولانا انعام الرحمٰن حجازی

۲ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ کو اتوار کے دن علی الصباح ظالم اور سفاک دہشت گردوں کے ہاتھوں
دیگر علماء کرام کے جلو میں جامعہ فاروقیہ کے قدیم مدرس اور شیخ الحدیث حضرت مولا
عنایت اللہ خان نور اللہ مرقدہ بڑی بے دردی سے جاں بحق کر دیئے گئے -ان کی شہادت کی
خبر حضرت شہید مرحوم سے عشق و شفتگی کی حد تک تعلق رکھنے والے ہزاروں عقیدت
مندوں اور مریدوں، ملک و بیرون ملک پھیلے ہوئے سینکڑوں شاگردوں پر بجلی بن کر گر پڑی۔

ابھی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی رحلت سے دل پر جو مہیب
زخم لگے تھے وہ زخم شیخ الحدیث کی شہادت سے ایک بار پھر تازہ ہو گئے - آہ!!! امت مسلم
ایک بار پھر ایک عظیم اور نابغہ روزگار ہستی سے محروم ہو گئی- کتنے ایسے علمی مراکز تھے جن
پر ان کی عنایتیں اور بے کراں نوازشیں تھیں، آج وہ ان سے محروم ہو گئے !!! کتنے ایسے
عظیم دینی ادارے تھے جو محض ان کی خصوصی توجہ، مسلسل التفات اور بے لوث تعاون سے
سرگرم عمل تھے، آج وہ ان کی توجہات سے محروم ہو گئے !!! کتنے علماء اور خدا اور رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کے دین اور مذہب کی تبلیغ واشاعت کرنے والے مدرسین تھے جن پر انہی کا
دست شفقت تھا- جن کی ایک ہلکی سی اخلاص بھری تھپکی سے بڑے بڑے پہاڑ روئی بن
جاتے، مشکل گتھیا سلجھ جاتیں تھیں !!! جنہیں دیکھ کر ڈھارس بندھتی، حوصلہ بلند ہوتا،
جن کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو سرور اور راحت محسوس ہوتی، جنہیں دیکھ کر
اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی -لیکن آہ، آج ہم سب محروم ہو گئے !!! آج ہم علوم
نبوت کے ایک عظیم وارث حقیقی سے محروم ہو گئے۔

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عنایت اللہ خان شہید نور اللہ مرقدہ اپنے پیچھے
ہزاروں شاگردوں کو یتیم چھوڑ گئے - آج ان کے نام کے ساتھ نور اللہ مرقدہ لکھتے ہوئے
کلیجہ منہ کو آرہا ہے اور کیوں نہ آئے وہ ہم جیسے عاجز اور حقیر بندوں کے ساتھ اس قدر اخلاص
اور پیار و محبت سے پیش آتے کہ ایک باپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ اس طرح بہت کم پیش آتا
ہے-

عوام اور خواص کے ساتھ حضرت کے اس گہرے اور گوناگوں تعلق پر ان کی
شہادت کی اطلاع ملنے کے بعد دنیا بھر میں ان کے ارادت مندوں میں پیدا ہونے والی غم
اندوہ صورت حال شاہد ہے - عوام الناس مقتدر علماء کرام اور دور افتادہ مقامات سے آنے
والی معروف اور غیر معروف شخصیات کا ایک سیلاب اور جم غفیر جامعہ فاروقیہ کی طرف اٹد
رہا تھا- سیلاب کا دوسرا ریلا ان کی مسجد کی طرف رواں تھا- ہر آنکھ اشکبار تھی، ہر انسان
غمگسار تھا، ہر عقیدت مند اور ارادت مند اس عظیم سانحہ پر ماتم کناں تھا- بچے، بوڑھے،
خواتین اور علمائے کرام غم سے نڈھال تھے - غم واندوہ، آہ و زاریوں اور چیخ و پکار سے جو
قیامت خیز اور المناک صورتحال فضا میں پیدا ہوئی موت العالم کا نمونہ پیش کر رہی تھی-
اطلاع شہادت پہنچتے ہی تاجروں اور دکانداروں نے از خود کاروبار پر قدغن لگا دی، دوکانیں
بند کر دیں- حضرت کا اپنا علاقہ دھوراجی کالونی کاروبار اور تجارتی چہل پہل اور سرگرمی نہ
ہونے کی وجہ سے کرفیو کا منظر پیش کر رہا تھا-(رقت انگیز مناظر)

حضرت شیخ الحدیث شہید کی جامع مسجد میں مختلف علماء کرام اور اہل فکر کو جب
اظہار خیال کا موقع دیا گیا تو اس وقت مجمع میں بڑے رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے- ہر
آنے والے مقرر کی آواز گلوگیر ہو جاتی، ضبط وانقیاد کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے- ہر
مقرر نے حضرت شہید کے ساتھ اپنی والہانہ محبت والفت اور ان کے ساتھ ربط و تعلق کے
حوالے سے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا-

اس موقع پر مولانا قاری محمد قاسم صاحب (جو حضرت شہید کے ۔۔۔ ہیں) نے جب عرض کیا کہ عوام پیش آنے والے روزمرہ مسائل میں علماء کی طرف رجوع کرتے تھے اور علماء حضرت شہید کی طرف ان گتھیوں کو سلجھانے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اب ہم کہاں جائیں؟ کس سے رجوع کریں؟

مولانا کا یہ کہنا ہی تھا کہ پوری مسجد آہ و فغاں سے گونج اٹھی، سامعین بلک بلک کر رونے لگے، سب کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

اس موقع پر ایک اور رقت آمیز منظر اس وقت دیکھا گیا جب حضرت شہید کے سفر و حضر کے رفیق خاص اور خادم خصوصی جناب حاجی خان بادشاہ صاحب کے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور گلوگیر و غم ناک لہجہ میں پکار پکار کر کہنے لگے کہ کاش (میرے) حقیقی باپ کی روح قبض ہو جاتی، لیکن حضرت ہم سے نہ روٹھتے، حضرت ہمیں ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ کر اپنی جان جان آفریں کے اس قدر جلد سپرد نہ کرتے۔

نماز جنازہ - نماز جنازہ کے لئے مغرب کی نماز کے بعد کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ مغرب کی نماز سینکڑوں لوگوں نے حضرت شہید کے شاگرد خاص اور مشہور عالم دین مولانا مفتی نظام الدین شامزی شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ کی اقتداء میں ادا کی۔ مغرب کی نماز میں مفتی دامت معالیہم جب پہلی رکعت میں منها خلقناكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة ----- الخ اور دوسری رکعت میں ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا و لا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ----- الخ کی رقت انگیز اور گلوگیر آواز میں تلاوت فرمائی تو پوری فضا آہ و بکا کی رقت انگیز آوازوں سے گونجنے لگی۔ یہ منظر ایک عجیب و غریب سماں پیش کر رہا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آج آسمان بھی بلک بلک کر رو رہا ہے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضرت شہید کی نماز جنازہ پڑھائی جانی تھی کہ اسی وقت ان کے ہمراہ شہید ہونے

والے جو حضرت شہید کے شاگرد خاص (مولانا حمید الرحمٰن) تھے (دونوں استاد اور شاگرد کو ایک دوسرے سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی) کا جنازہ پہنچنے کی اطلاع آئی اس لئے دونوں کا جنازہ ایک ساتھ پڑھایا گیا۔ امن کا رشتہ کس قدر مضبوط تھا کہ دنیا میں بھی ہمراہ رہے اور آخرت کا سفر بھی ہمراہ طے کر گئے۔ استاد اور شاگرد دونوں کی قبریں ایک ہی جگہ ہیں۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ دونوں کی روحیں جنت میں بھی ایک ساتھ ہوں گی۔

قبر مبارک - حضرت شہید کی قبر مبارک ڈالمیا کالونی کراچی کے قبرستان میں بنائی گئی۔ عجیب اتفاق ہے کہ جہاں حضرت شہید کی قبر واقع ہے اس کے ساتھ متصلاً بائیں جانب ان کے شیخ مولانا فضل محمد کے پیر بھائی مشہور بزرگ حضرت قاری ابراہیم خلیفہ مجاز مولانا محمد قمر صاحب جنہیں اللہ رب العزت نے خوابوں کی تعبیر کا عظیم ملکہ ودیعت کیا تھا جن کی خدمت میں دور دور سے علماء حاضر ہوتے تھے۔ بھی محو خواب ہیں۔ علمی اور تعلیمی سفر کا مختصر تذکرہ۔

حضرت مولانا عنایت اللہ خان شہید کے خانوادے اور ان کے علمی، تعلیمی اور اصلاحی و تعمیری کارناموں پر اگر تفصیلاً لکھا جائے تو دفتر کے دفتر سیاہ کئے جا سکتے ہیں لیکن صفحات کی تنگ دامنی اور تنگی وقت کے پیش نظر ہم سرسری طور پر مولانا کی زندگی اور ان کے ساتھ راقم الحروف کے تعلق کا تذکرہ بہت اختصار کے ساتھ کرتے ہیں

خلیفہ مجاز - شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحبؒ مینگورہ سوات والے

منصب - بہتیرے سالوں سے جامعہ فاروقیہ کے قدیم مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے

امامت و خطابت - مدینہ مسجد آدمجی نگر بلاک سی دھوراجی کراچی

بانی و سرپرست - مدرسہ مفتاح القرآن سی پی برار سوسائٹی کراچی، اس کے علاوہ دیگر مدارس و جامعات کی مشفقانہ سرپرستی بھی فرماتے رہے۔

پیدائش - ۱۹۴۰ء کو صوبہ سرحد ضلع مانسہرہ کے ایک دور افتادہ گاؤں دریائے سر
کے کنارے گنبد میں ہوئی-

اسم گرامی -بلکوٹ بابا مولانا عمر ولی صاحب نے عنایت اللہ خان نام رکھا- حضرت
شہید کے والد گرامی عبدالحمید عالم نہیں تھے- تاہم علمی خاندان سے ان کا تعلق پرانہ تھا-
حضرت ولے بابا کی اولاد میں سے تھے- جبکہ حضرت کی والدہ ماجدہ مشہور عالم اور پیر طریقت
مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ کی بھتیجی تھیں

ابتدائی تعلیم -گاؤں میں اپنے ماموں مولانا روح البیان صاحب سے قاعدہ اور ناظرہ
قرآن مجید پڑھا-

تحصیل علم کے لئے اسفار - حضرت شہید کی عمر اس وقت نو برس تھی کہ اپنے
ماموں مولانا روح البیان صاحب کے ساتھ تحصیل علم کے لئے بلکوٹ روانہ ہوئے-
یہاں آکر آپ نے مولانا عمر ولی المعروف ﴿بلکوٹ بابا﴾ سے فارسی کی ابتدائی کتابوں کی
تعلیم حاصل کی-

اس کے بعد حضرت شہید اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے ﴿شگئی﴾ کے
عازم سفر ہوئے- جہاں آپ نے مولانا عمر شاہ صاحب سے صرف کی ابتدائی کتب اور لغو میر
کی تعلیم حاصل کی- وہاں سے پھر عازم سفر ہوئے اور ﴿شالون﴾ روانہ ہوئے جہاں آپ
نے وقت کے مشہور عالم مولانا عمر علی شاہ صاحب المعروف ﴿شالون ملا﴾ سے ﴿ھدایۃ النحو
شرح مأۃ عامل (مع ترکیب) کافیہ کا کچھ حصہ اور فقہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں- اس کے بعد
آپ ایک بار پھر بلکوٹ تشریف لے گئے اور مولانا عمر ولی بلکوٹ سے دوبارہ کافیہ کا درس لیا
اور دیگر ضروری کتابیں بھی پڑھیں، تاہم بلکوٹ میں تقریباً دو سال کا عرصہ گزارنے کے
بعد آپ پکھول کے گاؤں ﴿درب﴾ تشریف لے گئے- جہاں آپ نے استاذ حدیث حضرت
مولانا سیف الرحمٰن صاحب سے رسائل منطق، ایسا غوجی بدیع المیزان، قال اقول پڑھیں

-ان کے ساتھ ایک سال گذارنے کے بعد آپ نے کراچی آنے کی اجازت طلب کی آپ کے استاذ نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی اور اس طرح آپ اپنے علم کی پیاس بجھانے کراچی تشریف لائے-

دارالعلوم نانکواڑہ اور دارالعلوم کراچی -۱۹۵۵ء میں حضرت شہید کراچی آنے کے بعد دارالعلوم نانکواڑہ میں داخل ہوئے- کچھ عرصہ کے بعد آپ دارالعلوم کراچی کے دریائے علم و فن سے کچھ قطرے حاصل کرنے کی غرض سے مفتی شفیع رحمۃ اللہ کے در پر حاضر ہوئے- اس زمانے میں درجہ بندی نہیں تھی- جہاں دارالعلوم دیوبند کا رنگ غالب تھا اس لئے اس منبع پر آپ نے مختلف اساتذہ سے فنون کی کتابیں پڑھیں- دارالعلوم میں آپ نے دو سال تعلیم حاصل کی- ان دو سالوں میں تعلیمی تفصیل یوں ہے-

(۱) شرح جامی: شیخ الحدیث مولانا سبحان محمودؒ

(۲) اصول شاشی: مولانا بدیع الزمانؒ

(۳) نورالانوار: شیخ الحدیث مولانا سبحان محمودؒ

(۴) حسامی: مولانا شمس الحق دامت برکاتہم

(۵) شرح عقائد: مفتی اعظم رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

(۶) ہدایہ اولین: مولانا اکبر علی صاحب

(۷) ہدایہ آخرین: شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان دامت معالیہم

(۸) مسلم الثبوت: مولانا عتیق صاحب

(۹) مطول: مولانا قاری رعایت اللہ صاحب

دارالعلوم حقانیہ -اس کے بعد حضرت شہید دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک سال قیام فرمایا- یہاں آپ نے ﴿مسلم العلوم﴾ مولانا ہاروت صاحب ﴿صدرا﴾ مولانا عبدالغنی صاحب دیروی سے پڑھیں جبکہ مطول آپ نے دوسری

Scanned with CamScanner

بار بھی انہیں سے پڑھی-

جامعہ اشرفیہ -اس کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لے گئے - یہاں آپ نے ایک سال قیام فرمایا-﴿قاضی﴾ حمد اللہ جو علوم عقلیہ کی مشہور دقیق کتابیں ہیں ساتھ ساتھ حضرت مولانا رسول خان صاحب سے ﴿بیضاوی﴾ بھی پڑھی - جو تفسیر کی مشہور اور متداول کتاب ہے - جامعہ میں قیام کے دوران آپ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور ان کے فیوضات سے برابر مستفید ہوتے رہے - یہاں ایک سال کے قیام کے بعد آپ پھر کراچی آئے-

جامعة العلوم الاسلامیة - کراچی تشریف لاکر آپ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ سے منسلک ہوئے - حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ کی خدمت میں دو سال جامعہ ہی میں قیام فرمایا-وقت کے اس عظیم محدث اور فقیہ حضرت انور شاہ کشمیری کے تلمیذ خاص علامہ بنوری رحمۃ اللہ سے آپ نے بخاری شریف کا درس لیا - جبکہ صحاح ستہ کی مشہور کتابوں میں ﴿مشکواۃ﴾ مولانا فضل محمد سواتی سے اور ﴿مسلم شریف﴾ مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیرہ والے سے اور ﴿ترمذی﴾ مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسن ٹونکی سے اور ابوداؤد شیخ الحدیث مولانا فضل محمد سے اور ﴿موطائین﴾ مولانا محمد ادریس میرٹھی سے پڑھیں - ۱۹۶۳ء میں آپ نے دورہ حدیث سے فراغت حاصل کی-

فراغت کے بعد دینی خدمات - امامت و خطابت - دورہ حدیث سے فراغت کے بعد آپ دھوراجی کالونی کی ایک چھوٹی سی مسجد میں امام اور خطیب مقرر ہوئے - حضرت کی آمد کے وقت یہ علاقہ شرکت وبدعات اور جاہلانہ رسومات کا ایک بڑا مرکز تھا - یہاں آکر آپ نے ان بدعات ورسومات کا سر کچلنے اور جاہلانہ عادات واطوار کی بیخ کنی کرنے کے لئے مسلسل چالیس سال محنت کی - آپ نے اپنی اخلاص ، زہد و تقوی اور مسلسل مصلحانہ جدوجہد کی بدولت جاہلانہ رسومات میں گرے ہوئے عوام کی اصلاح فرمائی-

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج وہاں ہر گھر میں حفاظ اور دین دار نظر آتے ہیں - فاشی و عریانی اور عیش و طرب کی وہ زندگی جو کبھی ان لوگوں کا شیوہ تھا اب اسے چھوڑ کر اپنی پوری زندگی آپ ہی کی محنت و توجہات کی بدولت انہوں نے دین و تبلیغ کے لئے وقف کرلی-

حضرت چالیس سال تک صبح فجر کی نماز کے بعد مشکواۃ اور عشاء کی نماز کے بعد قرآن کا درس فرماتے تھے - شہادت کے دن بھی حضرت صبح مشکواۃ کے درس میں شہداء کرام کا تذکرہ مزے لے لے کر فرماتے رہے-

تدریس -امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ آپ نے تدریس بھی کی - فراغت کے بعد حضرت شہید مولانا ہدایت اللہ صاحب کے مدرسہ بنگلور ٹاؤن میں مدرس ہوئے ایک سال یہاں تدریس کی خدمات سر انجام دینے کے بعد بعض وجوہات کی بناء پر ایک یہ جگہ چھوڑ کر جامعہ رشیدیہ ملیر ٹنکی سے منسلک ہوئے - یہاں آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کے ہمراہ رہے -اس کے بعد مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم نے جامعہ فاروقیہ جیسے عظیم ادارے کی بنیاد رکھی تو اسی وقت سے لیکر تادم شہادت جامعہ فاروقیہ ہی سے وابستہ رہے-

راقم الحروف کے ساتھ حضرت مشفقانہ اور پدرانہ تعلق -

حضرت شہید رحمۃ اللہ کو اللہ نے ایک خاص محبوبیت عطا فرمائی تھی، عوام و خواص جس قدر حضرت سے محبت و عقیدت سے پیش آتے تھے حضرت اس سے بھی زیادہ ان کے ساتھ اپنے خصوصی لگاؤ اور محبت کے جذبات کا اظہار فرماتے -بالخصوص حضرت شہید رحمۃ اللہ راقم الحروف کے ساتھ جس شفقت پدری سے پیش آتی تھے میں اس شفقت اور گہرے ربط و تعلق اور راقم الحروف پر ان کی بے پایاں توجہات اور نوازشات کا تذکرہ الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا - تاہم حضرت شہید کی راقم الحروف سے کس قدر محبت تھی - شفقت تھی -وہ مجھ پر کس قدر مہربان تھے اس کا اندازہ ذیل کے سطور سے کیا جاسکتا ہے-

Scanned with CamScanner

۱۹۸۵ء کی بات ہے اس وقت راقم الحروف کی عمر ۱۴ سال تھی۔ کسی ضروری کام کی تح
کے بعد گھر آکر دیکھا کہ تمام رشتہ دار اور اعزاء واقرباء میرے والد محترم کی معیت میں کہ
جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ میں نے ان تیاریوں کا سبب دریافت کرنا چاہا تو کسی نے از
مزاح کہا کہ ہم تو سیر و تفریح کے لئے جا رہے ہیں۔ میں نے مسرت کے جذبات
سرشار ہو کر تفریح کی غرض سے گاڑی میں بیٹھنے کی کوشش کی تو والد محترم نے منع فرما
فرمانے لگے۔ تم گھر چلے جاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل تو کی لیکن دل ہی دل میں غصہ سے پک
لگا کہ خود تو بڑے بڑے اور معمر حضرات تفریح اور سیر کے مزے لیں اور بچوں کو منع کر
۔ گھر میں والدہ ماجدہ موجود تھیں انہیں میری اندرونی کرب اور شدید غم و غصہ کا احسا
ہوا تو طفلی تسلیاں دینے لگیں۔ جب والدہ ماجدہ مجھے منانے میں ناکام ہوئیں تو از خود حقیق
حال سے مجھے بھی آگاہ کر دیا۔ کہنے لگیں یہ سب تمہاری منگنی پر جا رہے ہیں۔ اور تمہار
سسر جامعہ فاروقیہ کے شیخ الحدیث ہیں۔ میں نے اس سے قبل حضرت کی زیارت نہیں ک
تھی۔ منگنی ہو جانے کے دوسری صبح حضرت شہید بذات خود راقم الحروف کے گھر تشریف
لائے۔ اس موقع پر مجھے ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ ملاقات کیا تھی۔ پہلی ہی فرصت م
انہوں نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ انہوں نے اس ملاقات میں راقم الحروف سے جس
محبت کا اظہار کیا وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا ہر محفل اور ہر موقع پر فرمایا کر
کہ بلکہ بسا اوقات قسم دے کر فرماتے کہ مجھے اپنے بیٹے عطاء اللہ اور اس میں کوئی فر
محسوس نہیں ہوتا۔ عطاء اللہ جس طرح میرا بیٹا ہے بالکل اسی طرح انعام الرحمٰن میرا حقیق
بیٹا اور برخوردار ہے۔ مجھے اپنے بیٹے سے جتنی محبت ہے اتنی ہی محبت اس سے ہے۔

راقم الحروف کو حضرت شہید کے ساتھ ۱۶ سال کی رفاقت اور صحبت میسر آ
انشاءاللہ پھر کبھی ان کے علم سخاوت تقویٰ الہیت غریبوں سے ہمدردی مساجد اور مدارس ک
تعمیر اور ترقی میں دلچسپی اور دیگر خوبیوں اور محاسن پر مواد کثیر شائع ہو گا۔

حضرت کی شہادت کے بعد میں ان کے بچپن اور زمانہ طالب علمی کی زندگی کے متعلق ان سے مواد حاصل کیا ان کے زمانہ طالب علمی اور بچپن کے صرف تین علماء حیات ہیں۔ جو کہ الحمد للہ تینوں کراچی میں موجود تھے میں نے فرداً فرداً تینوں سے انٹرویو لیا اور ان کو جمع کیا ان میں سب سے زیادہ رفاقت حضرت شہید کے ساتھ مولانا محمد عالم کی رہی ہے۔ ان کی رفاقت تقریباً ۴۹ سالوں پر محیط ہے۔ دوسری رفاقت مولانا بحر العلوم صاحب شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم کی رہی ہے۔ ان کی رفاقت کا عرصہ بھی تقریباً ۴۶ سال پر مشتمل ہے۔

مولانا کی زندگی کے کون کون سے گوشے پر لکھا جائے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ایک ہی نشست میں ان تمام گوشوں کا استیعاب کر لیتا۔ تاہم مولانا کے تلامذہ اور متعلقین جن میں بڑے بڑے علماء بھی ہیں اور صحافی بھی توقع ہے کہ ان میں سے کافی حضرات مولانا کی طویل علمی خدمات پر بہت کچھ لکھ کر اپنی محبت اور وفاداری کا ثبوت دیں گے۔

آخری میں ہم قارئین کرام سے التماس کرتے ہیں کہ حضرت شیخ کی زندگی کے کسی بھی پہلو پر ان کے پاس اگر مواد موجود ہوں تو از راہ کرم وہ راقم الحروف کے پتہ پر روانہ کریں۔ یہ مواد آپ کے شکریہ کے ساتھ انشاءاللہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

خادم خاص حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ

انعام الرحمٰن حجازی

ناظم تعلیمات مدرسہ مفتاح القرآن ۱۰۵

بلاک ۱۸/۷ سی پی برار سوسائٹی فو

۴۹۲۳۹۱۲-۴۹۲۳۹۵۲

Scanned with CamScanner

تعزیری سزائیں

مفتی ذاکر حسن نعمانی

تعزیر لغت میں ملامت کرنے اور ادب سکھلانے کو کہتے ہیں-اصطلاحی تعریف عالمگیری میں یوں کی ہے-وھو تادیب دون الحدویجب فی جنایة لیست موجبة للحد ایسی تادیب جو حد سے کم ہو اور ایسی جنابت اور گناہ میں ہو جو موجب حد نہ ہو (عالمگیری ج ۲ ص ۱٦٧)

حد اور تعزیر میں فرق-ان الحد مقدر والتعزیر مفوض الی رای الامام حد مقرر عندہ الشرع ہوتی ہے اور تعزیر امام وقت کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے (۲) ان الحدیدرأ بالشبهات والتعزیر یجب معها – حد شبہات کی وجہ سے روک دی جاتی ہے اور تعزیر باوجود شبہات کے ہوگی (۳) ان الحد لایجب علی الصبی والتعزیر شرع علیه -بچے پر حد واجب نہیں اور بچے کے لئے تعزیر مشروع ہے-علامہ کاسانی فرماتے ہیں-تعزیر کے وجوب میں عقل شرط ہے ہر عاقل ایسی جنایت کرے جو قابل حد نہ ہو تو اس کو تعزیری سزا ملے گی-بچہ کا عاقل ہونا ضروری ہے-لیکن صبی عاقل کو سزا اس لئے نہیں دی جاتی کہ اس نے جرم کیا ہے بلکہ وہ صرف تادیبی کاروائی ہوتی ہے-اس لئے کہ بچہ ادب سیکھنے کا محتاج ہوتا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ بچہ دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اس کو مارو یہ مارنا تہذیب و تادیب کے لئے ہے-یہ سزا دینا نہیں کیونکہ سزا جرم کا تقاضہ کرتی ہے اور بچہ کے کسی فعل کو جنایت نہیں کہتے-

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ حد امام اور بادشاہ کے ساتھ مختص ہے اور تعزیر کا تعلق امام، خاوند

، استاد اور ہر اس شخص کے ساتھ ہے جو کسی منکر کو دیکھے (۵) حد لگانے میں ملزم کو محبوس رکھا جا سکتا ہے-تعزیر مین نہیں (٦) حد میں سفارش جائز نہیں امام حد لگانے کو ترک نہیں کر سکتا (٧) زیادہ زمانے گزر جانے کے بعد کبھی حد ساقط ہو جاتی ہے جبکہ تعزیری سزا ساقط نہیں ہوتی (شامی ج ۳ ص ١٧٧)

الماوردی فرماتے ہیں اگر تعزیر کا تعلق حقوق سلطنت وصلاح کے ساتھ ہو حقوق العباد سے نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے کہ عفو اور تعزیر میں جو بہتر ہو اس کو اختیار کرے اس میں سفارش بھی جائز ہے اور اگر تعزیر حق العباد کے لئے ہے جیسے سب وشتم اور حملہ تو ان میں ایک مشتوم اور مضروب کا حق ہے دوسرا اصلاح تہذیب کے اعتبار سے حکومت کا حق ہے حاکم مشتوم اور مضروب کے حق کو معاف نہیں کر سکتا-بندہ کے حق کو پورا حاصل کرنا حاکم پر واجب ہے اگر بندہ اپنا حق معاف کر دے تو حاکم کو اختیار ہے حق سلطنت معاف کرے یا سزا دے-

(الاحکام السلطانیہ ص ٢٣٧)

قابل تعزیر گناہ کی قسمیں- قابل تعزیر جنابت اور گناہ کی دو قسمیں ہیں-

(١) حق الله کترك الصلواة والصوم -جیسے نماز روزہ ترک کرنا-یہ اللہ تعالی کے حقوق ہیں (۲) حق العبد بان اذی مسلماً بغیر حق بفعل او بقول-کسی مسلمان کو اپنے قول یا فعل سے تکلیف پہنچانا- مثلاً اس کو فاسق، فاجر، خبیث، کافر، شرابی اور سود خور کہنا-

قابل تعزیر لوگ- فقہاء ان کی چار قسمیں بیان کرتے ہیں-تعزیری سزا میں قابل تعزیر شخص کا لحاظ ضروری ہے--جس طرح جرم کی نوعیت کی طرف دیکھنا ضروری ہے-

لوگوں کے مراتب مختلف ہیں بعض کے لئے صرف ترچھی نظر سے دیکھنا بھی کافی ہوتا
بعض کے لئے صرف عدالت کی حاضری کافی ہے اس لئے کہ اشراف لوگ بدنامی سے ڈرتے
ہیں-علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں-اشرف الاشراف وهم العلماء والعلوية- علما
اور علوی (سادات) ان کے لئے جرم کے اعلان میں تعزیر ہے قاضی اتنا کہہ دے مجھے پتہ
چلا ہے کہ آپ نے ایسا ایسا کیا ہے تو اس کو زجر اور تنبیہ ہو جائے گی (۲) اشراف، امراء اور
گورنر وغیرہ ان کی تعزیر یہ ہے کہ ان کو عدالت تک لایا جائے (۳) اوساط رعایا کے متوسط
لوگ ان کی سزا عدالت کی حاضری اور جیل ہے (۴) رذیل اور بالکل نچلے طبقے کے لوگوں کی
سزا جرم کی تشہیر، عدالت کی حاضری، ضرب اور جیل ہے-الماوردی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ
طبقے کے لوگوں کی تادیب اسفل طبقہ کے لوگوں سے خفیف ہوتی ہے حضورؐ کا ارشاد ہے
اقیلوا اذوی الهئیات عثر اتهم -بڑے لوگوں کی لغزشیں معاف کر دیا کرو-بڑے
رتبے کے شخص کی تعزیری ہے کہ اس سے اعراض کرو کم رتبہ کی تعزیر یہ ہے کہ اس کے
سامنے ناک چڑھائی جائے-اس سے کم رتبہ کی یہ ہے کہ اس کو جھڑکا جائے اور برا بھلا کہا
جائے جس میں تہمت یا گالی نہ ہو علامہ کاسانی فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے عبادۃ بن الصامت
[کو] دیا احمق کہا تھا-یہ کہنا بطور تعزیر تھا-گالی نہیں تھی-اس لئے کہ صاحب فضیلت خاص کر
[صح]ابی جیسا شخص گالی اور شتم سے کام نہیں لیتا-بالکل آخری درجہ کا کم رتبہ ہو تو قید کی سزا
[ہ]ے اور ساتھ جلاوطنی کی سزا بھی دی جا سکتی ہے-

قابل تعزیر شخص کو جب زبانی برا بھلا کہنا ہو تو اس میں خیال رکھنا ہو گا کہ کلام گالی
[ف]حش نہ بن جائے اور نہ مخاطب سے متجاوز ہو کر اس کے والدین یا خاندان وغیرہ تک پہنچ
[جائ]ے-مثلاً اس کو بدذات کہنا-گدھے کا بچہ، سور کا بچہ، حرامی وغیرہ الفاظ استعمال نہ ہوں

ہاں یہ الفاظ کہنا ٹھیک ہیں-بدتمیز، نالائق، بے وقوف، پاگل، گدھے، پاجی، اُلو وغیرہ

تعزیری جرم-عالمگیری میں ہے الاصل فی وجوب التعزیر ان کل من ارتکب
منکراً او اذی مسلماً بغیر حق بقوله او بفعله یجب التعزیر -امر منکر کا ارتکاب
یا کسی مسلمان کو قول یا فعل سے اذیت دینا- حکومت کے مفاد عامہ کے لئے بنائے ہوئے
قوانین کی خلاف ورزی بھی جرم ہے-اس لئے کہ امام کی اتباع واجب ہوتی ہے جب تک کسی
گناہ کا حکم نہ دے-کیونکہ خالق کی معصیت کے ساتھ مخلوق کی اطاعت جائز نہیں-مثلاً
سمگلنگ قانوناً بند ہے یا پاکستان میں ڈرائیور بائیں طرف گاڑی چلائے گا-سرخ بتی ہو تو
رکے گا-سگنل نہیں توڑے گا-ان قوانین کی خلاف ورزی جرم اور گناہ ہے اس لئے کہ ان
کی خلاف ورزی کے ساتھ حکومت کی خلاف ورزی اور مفاد عامہ کا نقصان ہوتا ہے-
تعزیری سزائیں ضروری نہیں کہ واقعی جرم پر دی جائیں بلکہ کبھی جرم نہیں ہو گا اور
تعزیری سزا دی جائے گی-مثلاً بچے کو تعزیر دینا-الصغر لا یمنع التعزیر -صغر تعزیر
سے مانع نہیں-بچے کے ساتھ محض تادیبی اور تہذیبی کاروائی کی جاتی ہے-اس میں سزا کا
تصور نہیں ہوتا-کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہوتا ہے کبھی مہتم (جس پر کوئی الزام ہو مثلاً قتل یا
چوری کا) کو تعزیر دی جاتی ہے اسی طرح حضرت عمرؓ نے نصر بن حجاج کو جلاوطن کیا تھا اس
لئے کہ اس کا حسن عورتوں کے لئے فتنہ تھا-اس لئے اس کو اول گنجا کیا لیکن اس عمل کے
ساتھ وہ اور بھی خوبصورت نظر آنے لگا-اس کا غیر اختیاری حسن کوئی گناہ نہیں تھا لیکن اس
کو گنجے پن اور جلاوطنی کی تعزیر دی گئی-اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جس کو
راستے میں ایک گری ہوئی کھجور ملی وہ بار بار اس کا اعلان کر رہا تھا کہ کس کی ہے مقصد اس کا
اپنے تقویٰ کا اظہار تھا-تو آپؓ نے اس کو درہ سے مارا-اگر واقعی کوئی متقی ایسا کرے تو پھر

Scanned with CamScanner

قابل مدح ہے - علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں - قدیکون بدون معصية كتعزير الصبی والمتهم اسی طرح چند صفحے آگے فرماتے ہیں - ويعزر على الورع البارد قال فی التاتارخانية روى ان رجلاً وجد تمرة ملقاة فاخذها وعرفها مراراً ومراده اظهار ورعه وديانبته فقال له عمر كلها يا بارد الورع فانه ورع يبغضه الله تعالى وضربه بالدرة - شامی ج ۳ ص ۱۹۱) یہ اس شخص کا بارد تقوی تھا - بعض الفاظ ایسے ہیں کہ بعض اشخاص کے لئے استعمال کریں تو تعزیر نہیں دی جائے گی مثلاً کسی کو یا حمار او ریا خنزیر کہنا - ہدایہ میں ہے لا يعزر لانه ماالحق الشين به للتيقن بنفيه - کسی کو خنزیر یا حمار کہنا قابل تعزیر نہیں اس لئے کہ مخاطب کا گدھا یا خنزیر ہونا یقیناً منفی ہے لہذا اس کے ساتھ عیب نہ لگا - لیکن یہی الفاظ اگر اشراف سے کہیں جائیں تو تعزیر دی جائے گی - مثلاً انہی الفاظ سے اگر فقہاء یا علویوں (سادات) کو پکارا - وقيل ان كان المسبوب من الا شراف كالفقها، والعلوية يعزر لانه يلحقهم الوحشته بذالك وان كان من العامة لا يعذر وهذا احسن

(هدايه ج ۲ ص ۵۱۵)

مقدار تعزیر ا - امام کو اختیار ہے کہ مار پیٹ سے کام لے یا جیل میں ڈال دے - اصل مقصود زجر ہے - کیونکہ لوگوں کے احوال مختلف ہیں - ہدایہ کے مطابق امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک زیادہ مقدار انتالیس کوڑے ہیں اور کم مقدار تین کوڑے اس میں تو کوئی خلاف نہیں کہ تعزیر حد تک نہیں پہنچے گی - اس لئے کہ حضورؐ کا فرماتے ہیں من بلغ حدا فی غیر حد فهو من المعتدين جو غیر حد میں حد تک پہنچا بس وہ ظلم کرنے والوں سے ہو گا - امام یوسفؒ حد سے مراد احرار (آزاد) کی حد مراد لیتے ہیں - کیونکہ آزاد کی حد کامل حد

ہے نہ کہ غلاموں کی حد اس لئے کہ غلام کی حد کامل نہیں اور جب حدیث میں مطلق حد کا ذکر ہے تو یہی آزاد کی کامل حد مراد ہو گی - تو امام یوسف کے نزدیک تعزیر کی انتہا ۷۹ کوڑے ہوئے - ابو حنیفہؒ حد سے غلاموں کی حد مراد لیتے ہیں اور غلام کی حد چالیس کوڑے ہیں اور احتیاط اس میں ہے کیونکہ حضورؐ نے وعید بیان کی کہ تعزیر اتنی ہو کہ حد تک نہ پہنچے اور اس وعید سے مامون اس وقت رہیں گے جب غلام کی حد مراد ہو - کیونکہ اگر کسی قابل تعزیر شخص کو 79 کوڑے لگائیں جائیں - تو ممکن ہے کہ یہ تعزیر حد سے متجاوز ہو کیونکہ غلام کو چالیس کوڑے لگانا حد ہے تو احتیاط اور وعید سے بچنا امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق زیادہ ہے - علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ تعزیر میں کوئی انتہائی مقدار نہیں - بلکہ حاکم وقت کی مرضی ہے - اس لئے کہ مجرمین اور جرائم کی نوعیت مختلف ہوتی ہے کبھی تعزیر قتل کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے جس کو سیاستہ قتل کہتے ہیں فرماتے ہیں - له ان يزيد على الحد المقدر اذا رأى المصلحة فى ذالك ويسمونه القتل سياسة - ایک شخص بار بار چوری کرے تو امام اس کو قتل کر سکتا ہے کوئی شخص بار بار لوگوں کا گلہ گھونٹ کر قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو قتل کیا جائے - اسی طرح لوطی کی تعزیر قتل ہے - کبھی مجرم کو دو نوع کی تعزیری سزا دی جا سکتی ہے مثلاً کوڑے لگا کر جیل میں ڈالا جائے عالمگیری میں ہے وصح جسه بعد الضرب - اور جیل میں کتنی مدت رکھا جائے یہ حاکم وقت کی رائے پر موقوف ہے و تقدير مدة الحبس راجع الى الحاكم -

تعزیری سزائیں - (۱) مار پیٹ (ضرب کوڑا مارنا) برا بھلا کہنا جبکہ گالی نہ ہو (۳) تھپڑ مارنا (۴) جرم کا اعلان اور تشہیر مثلاً آج کل میڈیا کا دور ہے اس کے ذریعہ مجرم کی تشہیر بڑی مؤثر ہوتی ہے - لندن میں مقیم ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ وزیر اعظم کی بیوی نے ریل

Scanned with CamScanner

میں غلطی سے بغیر ٹکٹ کے سفر کیا اتفاقاً چیکنگ میں پکڑی گئی۔اس کی تشہیر کی گئی اور وہ ٹی وی پر آکر قوم سے باربار معافی مانگتی (۵) جیل کی سزا یعنی کچھ عرصہ کے لئے قید کرنا (۶) سزائے موت کی سزا سیاستہ (۷) سر کے بال مونڈنا نہ کہ ڈاڑھی کے بال (۸) عدالت کی حاضری کے ذریعہ (۹) دھمکانا (۱۰) عہدہ سے ڈسچارج کرنا یا سبک دوش کرنا (۱۱) مدرسہ و تعلیمی ادارہ سے اخراج (۱۲) منہ کالا کرنا۔الماوردی فرماتے ہیں۔اس میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک ناجائز ہے بعض کے نزدیک جائز ہے بہر حال یہ حالات پر منحصر ہے (۱۳) تعزیر بالمال اس میں اختلاف ہے۔تعزیر میں ایسی سزا جس کا بالذات اثر مجرم کے علاوہ کسی اور پر پڑے صحیح نہیں مثلاً قابل تعزیر شخص کے بیٹے وغیرہ کو جیل میں ڈالنا۔ہاں اگر قابل تعزیر شخص کی سزا کا اثر بالواسطہ کسی اور پر پڑے تو درست ہے۔اس لئے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔مثلاً کسی شخص کو تعزیراً جیل میں بند کر دیا گیا تو اس کی بیوی اور بچے متاثر ہوں گے۔

(۱۴) کسی کی گوشمال کرنا، کبھی کسی کو مرغا بنایا جاتا ہے۔آرمی میں سزا دینے کے مختلف طریقے ہیں مثلاً کمر کے ساتھ بوجھ باندھ کر دوڑانا یا اکڑوں بٹھا کر پرندوں کی طرح زمین پر چلانا۔(۱۵) کسی کو بھوکا رکھنا (۱۶) بات چیت ترک کرنا جس کو سوشل بائیکاٹ کہتے ہیں۔ حضورؐ اور صحابہ کرام نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین صحابہ کرام کے ساتھ پچاس دن تک علیک سلیک نہیں فرمایا۔(۱۶) جلاوطن کرنا۔حضرت عمرؓ نے نصر بن حجاج کو جلاوطن کیا تھا۔بہر حال مذکورہ طریقوں میں حصر نہیں۔اور بھی ہو سکتے ہیں اور امام وقت کی مرضی پر موقوف ہے۔

مالی جرمانہ۔اس میں اختلاف ہے علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ اصل مذہب عدم جواز

ہے اور امام یوسفؒ کا ضعیف قول جواز کا ہے۔پھر اس کی بھی فقہاء کرام وجہ بتاتے ہیں کہ حاکم وقت مال جرمانہ وصول کر کے اگر جان لے کہ زجر اور تنبیہ حاصل ہو گئی تو پھر صاحب مال کو واپس کر دے۔خود نہ لے اور بیت المال کے لئے بھی وصولی ناجائز ہے۔مولانا اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاوی اور مولانا مفتی کفایت اللہ نے کفایت المفتی میں عدم جواز کا فتوی دیا ہے۔بلکہ اکثر فقہاء کی یہی رائے ہے۔احناف میں معین الحکام کے مصنف امام علاء الدین الطرابلسی فرماتے ہیں۔یجوز التعزیر باخذ المال (معین الحکام ۲۳۱) تعزیراً مال لینا جائز ہے۔

فرماتے ہیں۔حضرت عمرؓ نے شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔ظروف پھاڑ دیئے۔ ایک مکان جس میں شراب فروخت ہوتی تھی اس کو جلا دیا۔سعد ابن ابی وقاص جس مکان میں رعایا سے چھپے تھے اس کو جلا دیا۔جب کسی سائل کو دیکھتے کہ گزارہ حال خوراک موجود ہے اور پھر بھی سوال کر رہا ہے تو سائل سے وہ طعام لیکر صدقہ کے اونٹوں کو کھلا دیتے۔ حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی کے اس فعل سے بظاہر تعزیر بالمال جائز معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ تو ضیاع مال ہے جب ضیاع جائز ہے تو مالی جرمانہ لگا کر مفاد عامہ کے لئے خرچ کیوں ناجائز ہے۔

مجوزین کے دلائل کا جواب۔یہ تعزیر بالمال نہیں۔بلکہ تعزیر فی المال ہے۔تعزیر کا مطلب یہ ہے کہ تعزیری سزا اکثر جرم کے جنس سے نہیں ہوتی مثلاً کسی نے کسی شخص کو گالی دی۔حاکم نے اس کو جیل بھیج دیا۔کسی نے اہل علم کی تحقیر کی حاکم نے اس کو کوڑے لگوا دیئے۔کسی نے شرابیوں کی محفل اٹینڈ (حاضری) کی حاکم نے چند تھپڑ رسید کیے۔کبھی تعزیری سزا من جنس العمل (جرم) ہو سکتی ہے۔مثلاً ایک شخص نے کسی کو تھپڑ مارا حاکم

نے بھی اس کو تھپڑ رسید کیا بہر حال تعزیر میں اصل چیز زجر تنبیہ اور عبرت ہے کہ غیر مجرم اور مجرم پھر ایسے جرم کا ارتکاب نہ کرے۔جو سزا من جنس العمل ہوتی ہے اس میں پھر بھی مساوات ممکن نہیں ہوتی مثلاً تھپڑ کا بدلہ تھپڑ سے دونوں تھپڑوں میں مساوات ناممکن ہے۔یعنی تعزیر میں سزا اور جرم میں مساوات حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ زجر اور تنبیہ مقصود ہوتی ہے۔اگر کسی نے کسی کا مالی نقصان کیا تو اس کا بدلہ مساوات کی صورت میں ممکن ہے۔اگر ذوات الامثال سے نقصان کیا تو اتنا مثلی مال دیا جائے گا۔اگر ذوات القیم کا نقصان کیا ہے تو مجرم سے تاوان کی صورت میں قیمت وصول کی جائے گی۔مثلاً کسی کی مرغی ضائع کر دی تو حاکم مرغی کی قیمت وصول کر کے صاحب مرغی کو ادا کر دے گا۔اور اس کو تعزیر نہیں کہتے۔حضرت عمرؓ نے جن صورتوں میں مال ضائع کیا ہے تو یہ مالی جرمانہ نہیں بلکہ انہی اموال کے ساتھ اس معصیت کا تعلق تھا۔جن اموال کی وجہ سے جرم کرتا ہے تو وہ اس کو محبوب بھی ہوتے ہیں تو مجرم کی اصلاح اور زجر اس میں ہے کہ اس شئی کو نقصان پہنچایا جائے۔جیسے حضورؐ نے شراب کے مٹکے توڑنے کا حکم دیا تھا۔حالانکہ مٹکے کا کیا قصور ہے۔یا حضرت عمرؓ نے شراب خانے کو جلا دیا۔اس طرح آج بھی اگر کوئی حاکم زجراً جوا خانے کو مثلاً مسمار کر دے تو جائز ہے۔شرابیوں کے قیمتی جام توڑ دے۔شراب تو کوئی چلو بھر کر نہیں پیتا۔جو حضرات مالی جرمانہ کو ناجائز کہتے ہیں ان کی دلیل حدیث ہے کہ کسی کا مال بغیر اس کی رضامندی کے جائز نہیں احقر کے دل کو یہ دلیل نہیں لگتی۔اس لئے کہ جان مال سے زیادہ عزیز ہے۔جس طرح مجرم اپنے مالی تاوان پر راضی نہیں ہوتا اس طرح وہ اپنے جانی نقصان اور تکلیف پر بھی راضی نہیں ہوتا۔کوئی اپنی جان کے ضیاع پر راضی بھی ہو جائے تو جان کا ضیاع جائز نہیں مثلاً کسی سے کہہ دے میرا ہاتھ کاٹ دو۔لیکن پھر بھی حاکم اور قاضی وغیرہ

اس کو ایسی تعزیری سزائیں دیتے ہیں کہ سب کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے تو مالی سزا بھی جائز ہونی چاہیئے۔اس طرح حاکم جو رقم ٹیکس کی صورت میں وصول کرتا ہے ٹیکس کے جواز پر فقہاء کرام کے بہت صریح اقوال ملتے ہیں حالانکہ ٹیکس دہندہ کا دل اس پر راضی نہیں ہوتا بلکہ چار و ناچار ٹیکس کی رقم ادا کرتا ہے تو پھر ٹیکس کیسے جائز ہوا اس لئے کہ اس میں بھی طیب خاطر نہیں ہوتا پھر اس حدیث کی رو سے ٹیکس بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔احقر کے نزدیک مالی جرمانہ کے عدم جواز کی وجہ جو آتی ہے وہ یہ ہے کہ تعزیر کا اصل مقصد زجر اور تنبیہ ہے۔جو مالی جرمانہ سے حاصل نہیں ہوتی۔آدمی کسی نہ کسی طریقے سے مال پیدا کر کے جان چھڑا سکتا ہے۔خواہ مالدار ہو خواہ غریب۔مالدار کو مالی جرمانہ سے بالکل زجر اور تنبیہ نہیں ہوتی بلکہ الٹابری ہو جاتا ہے بلکہ اکثر جرائم کی بنیاد مال ہی ہے۔اور غریب بھی کسی نہ کسی طریقے سے مال پیدا کر کے جان چھڑائے گا۔مالی جرمانہ سے اصلاح نہیں ہوتی۔روزانہ مالی جرمانے لگتے ہیں لیکن اصلاح نہیں ہوتی۔اور جسمانی اذیت سے مالدار اور غریب دونوں گھبراتے ہیں۔اس لئے مالی جرمانہ کا کوئی فائدہ نہیں۔رہا ٹیکس میں مال لینا تو وہ تعزیر اور سزا نہیں بلکہ ضرورت کے تحت حکومت کے ذریعے وصول کر کے مفاد عامہ کے لئے خرچ کیا جاتا ہے جس سے ٹیکس دہندہ کو ثواب ملتا ہے۔جب حاکم وقت کے لئے فقہاء نے مالی جرمانہ جائز نہیں رکھا تو سکول کالج میں تو بطریق اولیٰ ناجائز ہے۔ان کے لئے یہ حدیث کافی ہے کہ کسی کا مال اس کی مرضی کے بغیر جائز نہیں۔خاص کر پرائیویٹ تعلیمی ادارے رقم مختلف طریقوں سے بٹورتے ہیں ہر بات پر فائن (جرمانہ) اور اس ناجائز مال کو شیر مادر کی طرح ہضم کرتے ہیں۔اسی طرح شہری اور دیہاتی سطح پر جرگہ اور پنچایت والے فریقین میں سے کسی ایک کو جرمانہ کر کے دوسرے کو وہ رقم دیتے ہیں۔جو ناجائز ہے یا دونوں کو جرمانہ کر کے وہ

Scanned with CamScanner

رقم خود لیتے ہیں-یا کسی اصلاحی اور رفاہی ادارہ میں لگادیتے ہیں- جرمانہ کی رقم نہ مجرم
لگ سکتی ہے نہ مدرسہ میں نہ کسی رفاہی ادارہ میں-بلکہ صاحب مال کو واپس دی جائے گی
اگر وہ مر جائے تو اس کے ورثاء کا حق ہے-

تعزیر کون دے گا-اس میں وسعت ہے-حاکم وقت، قاضی، جرگہ، باپ، استاد
مولیٰ، وصی، کوئی ادارہ مثلاً سکول، کالج، آرمی (فوج) اور ہر مسلمان - تعزیری
کاروائی کر سکتا ہے-حدیث ہے من رأی منکم منکراً فلیغیره بیده -اس
حدیث سے معلوم ہوا-ہر مسلمان بشرط استطاعت مجرم کے ساتھ تعزیری کاروائی کر سکتا
ہے-ابن عابدینؒ فرماتے ہیں-لانه من ازالة المنکر والشارع ولی کل احد ذالك
۱۲- ہاں اگر حد کی سزا ہے تو حاکم یا اس کا قاضی سزا دے گا- کیونکہ ان کے پاس قوت
نافذہ ہوتی ہے- حدیث میں ہے مروا اولادکم بالصلوة اذا بلغوا سبع سنین
فاضربوه اذا بلغوا عشر سنین -بچہ دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو والدین
کو مارپیٹ کا حکم ہے-ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضورؐ کے پاس ایک شرابی لایا گیا آپؐ نے فرمایا
اس کو مارو تو ہم میں سے کسی نے ہاتھ کے ساتھ کسی نے جوتے کے ساتھ کسی نے کپڑے
کے کوڑے کے ساتھ مارنا شروع کر دیا- در مختار میں ہے ویقیمه کل مسلم حال
مباشرة المعصیة گناہ میں ملوث شخص کو ہر مسلمان تعزیری سزا دے سکتا ہے -ابن
عابدین فرماتے ہیں والتعزیر یفعله الزوج والمولی وکل من رای مباشرة
المعصیة — اسی طرح استاد اور معلم بچے کو مار سکتا ہے-لیکن اس کی حدود ہیں مفتی کفایت
اللہؒ فرماتے ہیں-چہرہ اور مذاکیر (شرمگاہ) کے علاوہ سارے بدن پر تاوقتیکہ تجاوز عن الحد نہ
ہو مارنا جائز ہے یعنی اس طرح مارنا کہ بدن کہیں سے زخمی ہو جائے یا کہیں کی ہڈی ٹوٹ
جائے یا بدن پر سیاہ داغ پڑ جائیں یا ایسی ضرب جس کا اثر قلب (دل) پر پڑتا ہو جائز نہیں-

اگر مارنے میں حد معلوم سے تجاوز ہو یا چہرہ اور مذاکیر پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گناہگار ہے
(کفایت المفتی) سکول، مکتب اور مدارس کے اساتذہ کے لئے بہترین ضابطہ ہے تمام
اساتذہ اور مربی حضرات اس سے عبرت حاصل کریں-اگر ضرب معتاد (عادة) سے زیادہ
مارا ہڈی توڑ دی یا بالکل جان سے مار دیا- تو معلم کو تعزیر دی جائے گا یا پھر ضامن ہو گا-ہدایہ
کے حاشیہ میں ہے لو ادب المعلم الصبی فماتت یضمن عندنا — تادیب معلم سے
بچہ مر جائے تو استاد ضامن ہو گا-در مختار میں ہے ضرب المعلم الصبی ضربا فاحشاً
(وهو الذی یکسر العظم و یخرق الجلد او یسوده) فانه یعزره ویضمنه ان
مات -خاوند ایک حد تک بیوی کو تعزیری سزا دے سکتا ہے عالمگیری میں ہے اذا عزر
زوجته لترك الزینة اوالاجابة اذا دعاها الی فراشه او لاجل ترك الصلواة
اوالخروج عن البیت فماتت ضمن (ج ۲ ص ۱۶۸) خاوند نے بیوی کو ترک زینت
ترک ہمبستری، ترک صلواۃ یا بلا اجازت گھر سے نکلنے پر اتنا مارا کہ وہ مر گئی تو خاوند ضامن ہو گا
-البتہ حاکم وقت کی تعزیری سزا سے موت واقع ہو جائے تو حاکم قاضی اور مارنے والا ضامن
نہیں-ہدایہ میں ہے — من حده الامام او عزره فمات فدمه هدره لانه فعل ما
فعل بامر الشرع و فعل المامور لا یتقید بشرط السلامة — امام کی حد یا تعزیر
سے کوئی مر جائے تو اس کا خون مفت میں بہہ گیا کیونکہ وہ شریعت کی طرف سے مامور تھا اور
مامور کے فعل کے ساتھ سلامتی کی قید نہیں لگتی (کہ خیال رکھنا، کہیں مضروب و محدود مر
نہ جائے) لیکن اس پر اشکال ہے کہ جس طرح امام شریعت کی طرف سے مامور ہے اسی
طرح ہر شخص کو شریعت نے تغیر منکر کی اجازت دی ہے ہر تعزیر اور تادیبی کاروائی کرنے
والا شرع کی طرف سے مامور ہے تو حاکم کے علاوہ شخص تعزیری سزا دینے میں مجرم کے
مرنے کے وقت کیوں ضامن ہوتا ہے-اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم کے علاوہ جو شخص

Scanned with CamScanner

تعزیری سزادیتا ہے اس کے لئے ممکن تھا کہ عدالت میں فیصلہ لے جائے خود سزا نہ دے اس لئے کہ یہ غیر حاکم شخص فائنل اتھارٹی (آخری اور انتہائی عدالت) نہیں اور نہ اس غیر حاکم پر یہ حتمی بات اور متعین ہے کہ یہی سزادے بلکہ اس سے اوپر عدالت اور حکومت ہے وہ سزادے سکتی ہے - یہ سوال وجواب ابن عابدینؒ نے ذکر کیا ہے (ج ۳ ص ۱۹۰) اگر ان تعزیری سزاؤں میں غیر حاکم کو ضامن نہ ٹھہرایا جائے تو ممکن ہے اس کی آڑ میں لوگ ذاتی دشمنیاں اور انتقام لینا شروع کردیں - بہانہ تادیبی اور تعزیری کاروائی کا ہوگا - حد سے تجاوز بھی کریں گے اور ان کے لئے مساوات اور واقعی مناسب سزا دینا بعض اوقات مشکل ہوتا ہے اور نہ ہر مسلمان میں اتنی سمجھ بوجھ ہے کہ صحیح تادیبی کاروائی کرسکے اور نہ ہر ایک ایک پر اعتماد کرسکتا ہے - جبکہ حکومت مساوات قائم کرسکتی ہے آخری عدالت ہوتی ہے مناسب سزادیتی ہے حکومت کسی کی دشمن نہیں ہوتی اور نہ کسی کے ساتھ دشمنی کرتی ہے جبکہ لوگوں کے مابین دشمنیاں، حسد، بغض، عناد وغیرہ قبیح چیزیں موجود ہیں - البتہ بعض سزائیں فقہاء نے ضمان سے مستثنی کی ہیں - عالمگیری میں ہے سئل عن الهندوائی عن رجل وجد مع امرأته رجل أيحل له قتله قال ان كان يعلم أنه ينزجر عن الزنا بالصياح والمضرب بما دون السلاح لا يحل وان علم انه لا ينزجر الا بالقتل حل له القتل وان طاوعته المرأة حل له قتلها ايضاً - اگر کسی نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو زنا کرتے دیکھ لیا تو اگر چیخ وپکار یا مار پیٹ کے ساتھ وہ زانی باز نہیں آیا تو اس کا قتل کرنا خاوند کے لئے حلال ہے اور اگر اس زنا میں بیوی بھی راضی تھی تو اس کو بھی قتل کردے - علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں - لورأى رجلاً يزنى بامراته او امراة آخر وهو محصن فصاح به فلم يهرب ولم يمتنع عن الزنا حل له قتله ولا قصاص عليه - کسی نے اپنی بیوی یا کسی اور عورت کے ساتھ کسی کو زنا

کرتے دیکھ لیا اور دیکھنے والی کسی کی چیخ کے ساتھ وہ نہ بھاگا نہ زنا سے باز آیا تو اس زانی کا قتل حلال ہے اور قاتل پر کوئی قصاص نہیں (ج ۳ ص ۱۸۰) فرماتے ہیں اگر صرف عورت کے ساتھ دیکھ لیا ابھی تک زنا نہیں کیا تو چیخ وپکار مارنے کے ساتھ بھگائے اور اگر بالفعل زنا میں مشغول ہے تو مطلقاً قتل جائز ہے پھر چیخ وپکار کی ضرورت نہیں - اما اذا وجده يزنى بها فله قتله مطلقا فرماتے اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو ظلماً زبردستی لوگوں کے اموال چھینتا ہے یا راستہ لوٹتا ہے - اگرچہ اس کو نہیں لوٹا اسی طرح وہ تمام ضرر دہ انسان جن کا ضرر شر اور فساد لوگوں کی طرف متعدی ہوتا ہے - عام ہو اور بغیر قتل کے وہ باز نہیں آتے تو ان سب کا قتل جائز ہے لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے - فرماتے ہیں - يباح قتله ويثاب قاتله - قتل مباح ہے اور قاتل کو ثواب ملے گا - عالمگیری میں ہے يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم — سب کا قتل مباح ہے اور ان کے قاتل کو ثواب ملے گا -

تعزیر و تادیب کی ایک نئی شکل - بعض دینی اداروں میں طالب علم کی غلطی پر تادیبی و تعزیری کاروائی کی یہ شکل ہوتی ہے کبھی کھانا بند کردیتے ہیں - کبھی روزہ رکھواتے ہیں کبھی نفلی نماز پڑھواتے ہیں - روزہ اور نماز عبادت ہے - تو آیا عبادت بطور سزا کے لازم ہوسکتی ہے یا نہیں - اس کے لئے کوئی صریح جزیہ تو نظر سے نہیں گزرا البتہ اگر ان تادیبی کاروائیوں کو کفارات پر قیاس کیا جائے تو جائز ہوسکتی ہیں کفارات، اطعام، روزہ، غلام آزادہ کرنا، مسکینوں کو کپڑے پہنانا، یہ کفارات سزا بھی ہیں اور عبادت بھی - تو مہتمم بھی طالب علم سے نفل پڑھوا سکتا ہے - روزہ رکھوا سکتا ہے یا اس کو کہے کہ چند طالب علموں کو ایک وقت کا کھانا کھلا دو - واللہ اعلم

Scanned with CamScanner

لیل مہ وبارہ ماہ

مولانا عمر حیات

بسم الله الرحمن الرحيم

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم خلق السـ
والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم وقـ
المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة واعلموا ان الله مع المتقين o

(سورۃ التوبہ - آیت

ترجمہ - بے شک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینہ ہیں - کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے - اور ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں - یہی دین مستقیم ہے - سو تم ان (مہینوں) کے باب میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو - اور لڑو مشرکوں سے سب سے جیسا کہ وہ لڑتے ہیں تم سب سے اور جانے رہو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے -

لیل مه وباره ماه

میں شام کے وقت آنگن میں بیٹھا بچوں کو پڑھا رہا تھا - انہیں انگریزی کے مہینے یا
کرانے کے بعد چہل قدمی کی غرض سے باہر نکل پڑا - جونہی مکان سے باہر آیا، میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی - میں ڈرا اور گھر کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ ﴿رک جاؤ﴾ کی آواز نے میرے قدم جمادیئے - گھبراہٹ کے عالم میں ادھر ادھر دیکھا، لیکن کچھ دکھائی نہ دیا - پھر یکایک ایک اور صدا میرے کانوں سے ٹکرائی ﴿اوپر دیکھو﴾ میں نے نگاہ اٹھائی - مجھے فلک

میں چلنے والا ماہتاب دکھائی دیا - اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا ﴿خدا خیر کرے! آج کچھ زیادہ ہی خوف زدہ دکھائی دیتے ہو﴾ میں یہ سن کر بڑا شرمندہ ہوا، لیکن فوراً کہا ﴿خوف تو ایک فطرتی امر ہے، بس کچھ تھرا گیا تھا﴾ کہا ﴿اچھا تم نے اپنی اولاد کو انگلش کے مہینوں کے نام سکھا دیئے تو کیا تم نے انہیں اسلامی مہینوں کے نام بھی بتائے ہیں ؟﴾ میں نے کہا ﴿نہیں﴾ پوچھا ﴿کیوں ؟﴾ میں نے کہا - سبھی اپنے اطفال کو یہی کچھ سکھاتے ہیں - کہنے لگا ﴿تم اندھی تقلید کیوں کرتے ہو ؟ مجھے ان عقلاء و فضلاء پر تو تعجب ہے جو بڑے ہی ذوق و شوق کے ساتھ انگریزوں کے مہینوں کو لکھتے، بولتے اور پڑھتے ہیں - لیکن کیا تم نے یا انہوں نے ان مہینوں کی قباحت پر بھی کبھی تدبر کیا ہے ؟﴾ میں نے کہا ﴿نہیں﴾ مزید پوچھا - ﴿کیا تم اسلامی مہینوں کی فضیلت بھی جانتے ہو یا نہیں ؟﴾ میں نے اس بار بھی نفی میں جواب دیا - کہنے لگا ﴿لو آج میں اپنا وعدہ پورا کرتے ہوء تمہیں انگریزی مہینوں کی شناعت اور اسلامی مہینوں کی عظمت بتائے دیتا ہوں، تاکہ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے -

اے بنی آدم! جنوری (January) جینئس کا مہینہ اور جینئس (Janus) ایک قدیم اطالوی دومنہے دیوتا کو کہتے ہیں - تم میں رومی لوگ اسے دروازوں کا محافظ خیال کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو کوئی بھی اس ماہ میں جینس دیوتا کی عبادت بجالائے، وہ تمام قسم کے جنگ جھگڑوں سے محفوظ رہے گا - اس کے برعکس اس ماہ کے لئے اسلام نے ﴿محرم﴾ کا لفظ منتخب کیا ہے - جس کے معنی حرام کئے ہوئے کے ہیں - اس ماہ میں چونکہ جنگ وجدل اور قتل وقتال کرنا حرام اور منع ہے، اسی لئے اس ماہ کو محرم یعنی حرمت وعزت والا مہینہ کہا جاتا ہے - یہ ماہ تمہیں لڑائی بھڑائی سے بچنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ تہذیب و متانت کا درس بھی دیتا ہے -

Scanned with CamScanner

انگریزی مہینے کا دوسرا نام فروری (February) ہے - کیا کبھی تم نے اس کے ماخذ پر غور کیا ہے؟ اگر تمہیں اس کی حقیقت معلوم نہیں تو پھر میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں فروری (February) فیبروا او (Februo) سے بنا ہے، جو کہ ایک سیارے پلوٹو (Pluto) کا نام ہے - یہ وہی پلوٹو سیارہ ہے جسے عدل وانصاف کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے - تم میں رومی لوگ اپنے آباء اجداد کی ارواح کو راحت وسکون پہنچانے کی خاطر پلوٹو دیوتا کے نام کی قربانیاں پیش کرتے ہیں - فیبروا او یا پلوٹو یونانیوں اور ہندوؤں کے ہاں پاتال کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے - پاتال سے مراد زمین کے سات طبقوں کا وہ آخری طبقہ ہے، جہاں ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق ناگ رہتے ہیں - پس ان کے اعتقاد کے لحاظ سے فیبروا او یا پلوٹو سانپوں کا بھی دیوتا گردانا جاتا ہے -

تم میں رومی، یونانی اور ہندو سب ہی فروری کے مہینے کو مقدس جانتے ہوئے فیبروا او یعنی پلوٹو (سیارہ) کی اس ماہ میں خوب پرستش کرتے ہیں اور اس کے نام کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں، تاکہ نہ صرف وہ خود اس کی رضا حاصل کریں، بلکہ اپنے مردوں کو بھی آرام پہنچانے اور ان کی جاں خلاصی کی غرض سے ان کی مدد کر سکیں - اب میں تم کو اسلام کے دوسرے مہینے صفر کے متعلق بتانا چاہتا ہوں، جس کے مفہوم کو تم جان کر عش عش کر اٹھو گے -

صفر کے لغوی معنی ﴿خالی﴾ کے ہیں - میرے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل اہل عرب اپنی رہائش گاہوں کو خالی چھوڑ کر جنگ گاہ کی طرف نکل جاتے تھے - اس لئے اس ماہ کا نام صفر پڑ گیا - اسلام نے بھی تمہارے لئے اس نام کو اختیار کیا اور بتایا کہ یہ وہ ماہ ہے، جس میں اللہ کے نیک بندے دوسرے مہینوں کی طرح ان دنوں میں بھی اللہ تعالی کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے ٹھکانوں سے نکلتے ہوئے اپنے گھربار کو خدا کے بھروسہ پر خالی چھوڑ جاتے ہیں -

اب مارچ (March) کے متعلق سنو - مارچ رومیوں کے ایک جنگی دیوتا کا نام ہے، جسے وہ Mars یعنی مریخ کے نام سے یاد کرتے ہیں - مریخ دیوتا کے قہر وغضب سے بچنے کے لئے وہ اس ماہ میں مارچ (March) دیوتا کی کسی قدر پوجا پاٹ کرتے ہیں -

اسلام میں مارچ کے مقابلہ میں ربیع الاول ہے - یہ نام موسم خزاں کے لئے وضع کیا گیا ہے - یہ ماہ تمہیں زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ تم اپنے اشک جگر کے آنسو بہا کر اپنے گناہوں کو توبہ کی لاٹھی سے ایسے جھٹک دو جیسے خزاں کے موسم میں چلنے والی تیز ہوائیں زرد پتوں کو جھاڑ دیتی ہیں -

اب میں تمہیں اپریل (April) کے معنی سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں - اپریل کو رومی لوگ وینس (Venus) یعنی حسن کی دیوی ---- زہرہ ---- کا مقدس مہینہ خیال کرتے ہیں - اپریل یونانی زبان کے لفظ افرودائتی (Aphrodite) سے ماخوذ ہے جو کہ محبت وپیار اور حسن وشہکار کی ایک حسین وجمیل دیوی کا نام ہے -

تم میں رومی وینس (Venus) کو کیوپڈ (Cupid) دیوتا کی ماں خیال کرتے ہیں، جبکہ یونانی اسے ایرس (Eros) نامی دیوتا کی ماں کے طور پر جانتے ہیں - یونانی اور رومی دونوں اپریل یعنی حسن کی دیوی وینس (Venus) زہرہ کی اس کے بیٹے ایرس یا کیوپڈ سے بڑھ چڑھ کر عبادت کرتے ہیں، تاکہ ماں کی خوشنودی حاصل کرنے سے ایرس یا کیوپڈ دیوتا کی بھی خوشی حاصل کی جا سکے -

تم نے اپریل کے متعلق تو سن لیا - اب تم ربیع الثانی کے متعلق سنو - ربیع الثانی کا نام موسم بہار کے لئے منتخب کیا گیا ہے - جب تم پت جھڑ (ربیع الاول) کے موسم سے ندامت کے ساتھ گزرتے ہوئے ربیع الثانی (بہار) کے موسم میں خشیت الٰہی کے ساتھ داخل ہوتے ہو تو پھر تم بھی موسم بہاراں کی شادابی کی مانند لذت وطمانیت کی بہاریں لوٹنے لگتے ہو -

Scanned with CamScanner

اب میں تمہیں مئی (May) مہینہ کے متعلق بتا دینا چاہتا ہوں۔ مئی (May) مہینہ بھی ایک دیوی مائآ (Maia) نامی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ مائآ (Maia) دیوی کی رضا حاصل کرنے کی خاطر اس کے پجاری اس ماہ میں اس دیوی کی خوب پوجاپاٹ کرتے ہیں۔ اسی طرح جون (June) کا لفظ (Juno) جونو سے ماخوذ ہے۔ اور جونو رومیوں کی ایک دیوی کا نام ہے۔ اس دیوی کو یونانی ہیرا (Hera) کے نام سے پکارتے ہیں۔

اسلام کا پانچواں اور چھٹا مہینہ جمادی الاول اور جمادی الثانی ہیں۔ جمادی جمود سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی پانی کا جم جانا ہے۔ چونکہ یہ مہینے پانی کو منجمد کر دینے والے شدید موسم میں واقع ہوئے تھے، اسی لئے ان کے نام جمادی الاول اور جمادی الثانی رکھے گئے۔ یہ مہینے تمہیں اپنے فطری عقیدے پر پانی کی مانند جمے رہنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جس طرح جما ہوا پانی آفتاب عالم کی حدت سے پگھل کر زمین کو آباد اور مخلوق خدا کو سیراب کرتا ہے، اسی طرح تم بھی ان مہینوں میں مہتاب نبوت کی ایمانی حرارت سے اپنے قلب و روح کو گرما کر حق و صداقت کی سبیل سے خلق خدا کی فطرتی پیاس بجھا سکتے ہو۔

اے بنی آدم! کیا کبھی تم نے جولائی جیسے شرکیہ لفظ پر بھی تدبر کیا ہے؟ یقیناً تم نے اس کلمہ پر کبھی غور نہیں کیا ہوگا۔ جولائی (July) کا مہینہ روم کے بادشاہ جیولیس (Julius) کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جیولیس کے مرنے کے بعد اس کے چاہنے والوں نے اس کے مجسمے بنا کر اسے اپنا معبود بنالیا۔

اب تم جولائی کے مقابلہ میں رجب پر سوچو۔ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی تعظیم کرنا کے ہیں۔ اس ماہ کو شہر اللہ (یعنی اللہ کا مہینہ) بھی کہا جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم یہی ہے کہ تم اس کے آداب بجا لانے میں اس کی سر مو سرتابی نہ کرو اور ہمہ وقت اسی کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کئے رکھو۔

اے بنی نوع انسان! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اگست کی تاریخی حیثیت

سے واقف ہو؟ اگر اس کا علم نہیں رکھتے تو پھر تم کیوں بلا دلیل اور بغیر تحقیق کے اس پر اوندھے گرے چلے جاتے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ ماہ اگست کا نام سلطنت روم کے پہلے حکمران آگسٹس (Augustus) کے نام پر رکھا گیا ہے۔ آگسٹس کے انتقال کے بعد اس کے عقیدت مندوں نے اس کی یاد میں ڈائیوس آگسٹس (Divus Augustus) نامی ایک بت بنا کر اس کی پوجاپاٹ شروع کر دی اور پھر رفتہ رفتہ ماہ اگست کو ہی آگسٹس کی پرستش کے لئے خاص کر دیا گیا۔

اب تم اگست کے مقابلہ میں شعبان پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالو۔ تمہیں علم ہو جائے گا کہ شعبان اپنے اندر کس قدر جامعیت رکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کی حقیقت کے متعلق بھی بتادوں۔ لو پھر سنو! شعبان شعب سے مشتق ہے، جس کے معنی نکلنا، ظاہر ہونا، صادر ہونا اور پھوٹنا کے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں قضاء و قدر کے ان حکیمانہ فیصلوں کے صدور کی ابتداء ہوتی ہے، جن کے ذریعے لوگوں کے اندر ان کی عمروں اور رزق کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی بناء پر اس مہینے کا نام شعبان رکھا دیا گیا۔

اب آیئے ماہ ستمبر (September) کی طرف۔ یہ لاطینی لفظ ہے اور لاطینی زبان میں (Septem) کے معنی سات کے آتے ہیں۔ رومیوں کا کیلنڈر اسے ساتواں جبکہ انگریزی تقویم اسے نواں مہینہ ظاہر کرتا ہے۔ یہ ماہ صرف سات کا ہی عدد ظاہر کرتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس اسلام نے جو نام وضع کیا ہے، وہ رمضان ہے، جس کی اہمیت و فضیلت سے دنیا آشنا ہے۔ رمضان رمض سے بنا ہے، جس کے معنی پاؤں کا گرمی سے جلنا کے ہیں۔ نیز سورج ی تپش کو بھی رمض سے تعبیر کرتے ہیں۔ چونکہ ماہ صیام عبادت گزاروں اور روزہ داروں کی خطاؤں و گناہوں کو جلاتا اور نفس امارہ کو لھکاتا ہے، اس لئے اس ماہ کا نام رمضان ہی تجویز کر دیا گیا۔

انگریز دسویں مہینہ کو اکتوبر (October) سے موسوم کرتے ہیں۔ لاطینی زبان میں

Scanned with CamScanner

Octo کے معنی آٹھ کے ہیں-اس لئے رومیوں کے ہاں اکتوبر کا مہینہ آٹھواں (مہینہ)
ہوتا ہے

اسلام کا دسوان مہینہ شوال ہے- شوال شوال سے مشتق ہے--جس کے معنی
کرنا اور خالی کرنا کے ہیں-اس ماہ میں عرب لوگ اپنے گھروں کو خالی چھوڑ چھاڑ کر جنگ
اور بیابانوں کا رخ کرتے تھے -اسی لئے اس کا نام شوال بمعنی خالی پڑ گیا-اسلام نے
تمہارے لئے اسی نام کا انتخاب کیا ہے -یہ ماہ تمہیں کسب حلال کی دعوت بھی دیتا ہے
فضولیات سے بچنے کی نصیحت بھی کرتا ہے تاکہ تم لوگ معاشی و اقتصادی بحران کا شکار نہ
ہو جاؤ-

لو اب نومبر کے متعلق بھی سن لو-نومبر (November) میں Nove کے
معنی Nine یعنی نو کے ہیں-رومیوں کے نزدیک یہ نواں مہینہ ہے جبکہ یورپین کے
نزدیک یہ گیارھواں مہینہ حساب کیا جاتا ہے-

اسلام کا گیارھواں مہینہ ذیقعدہ ہے-ذی بمعنی ﴿والا﴾ اور قعدہ کے معنی بیٹھ
جانے کے ہیں-اہل عرب اس ماہ میں گھر میں بیٹھے رہتے تھے اور لڑائی و مار کٹائی کے لئے باہر
نہیں نکلتے تھے-اس لئے اس ماہ کو ذوالقعدہ (بیٹھنے والا) کے نام سے مشہور کر دیا گیا-
اسلام نے بھی اس مہینے کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان کو کشت و خون سے
قعود یعنی لڑائی جھگڑے سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دیا-اب میں تمہیں دسمبر کی متعلق
بھی بتا دینا چاہتا ہوں-دسمبر (December) میں Decem کے معنی Ten یعنی دس
کے ہیں-رومیوں کا یہ دسواں اور انگریزوں کا یہ بارھواں مہینہ ہے-اسلام کا آخری اور
مبارک مہینہ ذوالحجہ ہے-ذوالحجہ کے معنی حج والا (مہینہ) کے ہیں-چونکہ اس ماہ میں
صاحب استطاعت مسلمان حج کے افعال بجالانے کا ارادہ کرتا ہے-اس لئے اس ماہ کو ذوالحجہ
کہا جاتا ہے-

یہی وہی ماہ ہے جو تمہیں ایمان و عقیدت کے مرکز و محور کی طرف دعوت دیتا ہوا
کہتا ہے کہ اے انسان! تو عشق و شوق کے بازوؤں سے ان مقدس مقامات کی طرف اڑ کر تو
دیکھ -اگر یہاں تیری محبت کا سرچشمہ ابلنے نہ لگے تو پھر کہنا-اگر یہاں تیرے قلب میں وفا و
حیاء کی سچائیاں نہ اتریں تو پھر کہنا- تو یہاں اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے تو دیکھ -اگر
تیری زندگی کا رخ نہ بدل جائے تو پھر کہنا-اسی لئے میرے نبی ﷺ نے فرمایا-

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه

ترجمہ -جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں ہوس رانی نہ کی اور گناہ نہ کیا تو وہ ایسا ہو کر
لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا-

Scanned with CamScanner

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی جناب مدیر العصر

آپ کے مؤقر رسالہ کے ذریعے کراچی میں تازہ سانحہ شہادت علماء کرام کے بارے میں قارئین العصر تک اپنے احساسات و جذبات اور خیالات پیش کرتا ہوں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ماضی قریب سے علماء کرام جیسے قیمتی سرمایہ کو ضائع کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں کوئی کہتا ہے فرقہ واریت ہے کوئی کہتا ہے کہ امریکہ ملوث ہے کوئی کہتا ہے کہ حکومت کے بعض بے دین ذمہ دار ہیں کوئی کہتا ہے کہ قادیانیوں کی سازش ہے لیکن میرے ناقص خیال اور بڑے علماء کرام کی تصریح کے مطابق فرقہ واریت نہیں بلکہ بات کچھ اور ہے بات جو بھی ہے اس کی تہہ تک حتمی طور پر پہنچنا مشکل ہے لیکن اتنی بات کے بارے میں ظن غالب ہے کہ حاکمان وقت کے لئے ان واقعات سے لاعلمی کا اظہار بڑا مشکل ہے اس لئے کہ اتنی پولیس، آرمی، سی آئی اے، آئی ایس آئی اور انتظامیہ کے ہوتے ہوئے دن دھاڑے ایسی خطرناک واردات ہوتی ہیں اور حکومت قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ نااہل ہیں۔ بعض اخبارات (مثلاً امت اخبار) میں ایسے واقعات کی پوری تفصیل شائع ہو جاتی ہے لیکن حکومت بھی ان پر خاموشی اختیار کر دیتی ہے نادان عوام کا خیال ہوتا ہے کہ بات بن گئی لیکن یہ بھی چال نظر آتی ہے۔ فی الحال علماء اپنا تحفظ اسی طرح کریں کہ جہادی تنظیموں کی گاڑیاں جہاں علماء جائیں ان کے پیچھے ہوں (۲) قاتل گرفتار ہوں تو علماء کو عدالت میں پیش کیا جائے جیسے بعض مختلف جرائم کے لئے خصوصی عدالت لگتی ہے علماء بہترین انصاف کریں گے۔ اگر ایک مجرم کو صحیح سزا مل گئی پھر اور کوئی ایسی غلط حرکت نہیں کرے گا۔ (۳) علماء فی الحال حکومت کی طرف سے دیے گئے تحفظ پر بھروسہ نہ کریں۔ مومن ایک بل سے بار بار نہیں ڈسا جاتا (۴) علماء کرام ان واقعات شہادت کا کیس وزیر داخلہ اور کراچی کے گورنر کے خلاف دائر کریں۔ بڑے سانحات میں ایسا ہی ہوتا ہے ان کی کڑیاں دور دور تک لگتی ہوتی ہیں۔ اللہ نگہبان

ندیم احمد خان کراچی

تبصرہ کتب

نام کتاب:- چاند کا پیغام بنی آدم کے نام

نام مؤلف:- خطیب عمر حیات

تبصرہ نگار:- مولانا قاری احسان الحق

صفحات: 128

ناشر:- مکتبہ خلیل لاہور

کائنات کی کوئی چیز بے فائدہ نہیں بلکہ اس کے ذرہ ذرہ میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ مثلاً کائنات کے اندر غور و فکر کر کے اللہ تعالی کی وحدانیت اور خلاقیت کا یقین حاصل کرنا۔ اس عجیب و غریب کائنات میں ایک حسین تخلیق چاند ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے۔ لا الشمس ينبغى لها ان تدرك القمر ولا اليل سابق النهار وكل فى فلك يسبحون ۔ اس سورج و چاند کے ذکر سے مقصود ان کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنا نہیں۔ مگر اس سے انسان کو صرف وہ چیزیں بتلانا چاہتا ہے۔ جس کا تعلق اس کے عقیدے سے ہو۔ یعنی اللہ تعالی کی توحید خلاقیت کا یقین حاصل ہو۔ اور ان چیزوں کو خود یہ سورج، چاند زبان حال سے بیان کرتے ہیں۔ اصل میں تدبر اور تفکر یہی ہے۔ اور قرآن نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مولانا عمر حیات صاحب نے یہ زیر نظر کتاب تصنیف کی ہے جس میں مولانا نے چاند کے پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے جو طرز اپنا[یا] ہے۔ بہت دلکش اور عجیب و غریب ہے۔ انسان ایک دفعہ اس کو پڑھنا شروع کر دے۔ [ت]و جب تک ختم نہ ہوئی ہو۔ تو اس وقت تک دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔

زیر تبصرہ کتاب ﴿چاند کا پیغام بنی آدم کے نام﴾ میں موصوف نے چاند کی و[...]

باتیں جو انسان کو دنیا و آخرت میں نفع دے سکتی ہے - وہ قلمبند کی ہے چاند نے ہر طبقے کے لوگوں کو کچھ نہ کچھ پیغامات دیے ہیں - اگر ایک دہری ہے تو اس کو اللہ تعالی کے وجود پر پیغام دیا کہ میری یہ خلقت وہیئت اور حرکت و جنبش بغیر کسی خالق اور محرک کے نہیں - بلکہ یہ کون و مکان، فضاء و خلاء اور زمین و آسمان کا ایک متعین نظام خود بخود وجود میں نہیں آگیا - اس کو پیدا کرنے والا - سنبھالنے سنوارنے، تھامنے اور چلانے والی ایک عظیم ہستی اور بے مثال علم و قدرت رکھنے والی ایک ذات ہے - جو کہ یکتا اور بے نیاز ہے - اس طرح اگر ایک مشرک ہے تو اس کو توحید کا پیغام دیا - عاشق رسول ہو تو اس کو عشق و محبت کا سبق سکھایا -

قیامت کے سلسلہ میں تذکرہ کرتے ہوئے انسان کو اس پر آگاہ کیا کہ اے آدم خاکی!

میں دنیا میں بول رہا ہوں - لیکن آخرت میں میرا چراغ بجھا ہوا ہو گا - جبکہ تمہارا زرنگار ہاتھ آج خاموش ہیں لیکن کل تم میں بہتوں کے ہاتھ اور پاؤں باتیں کر رہے ہوں گے جس کا ذکر میرے اللہ نے یوں فرمایا -

أليوم نختم على افواههم و تكلمنا أيديهم و تشهد أرجلهم بما كانوا يكسبون

الغرض موصوف نے چاند کے پیغام کو پہنچانے میں کمال کیا ہے - کیونکہ گویا کہ اس نے اس کتاب میں پورے دین کو سمیٹ لیا اور یہ کتاب اس کی مصداق بن گئی - کہ ﴿کوزے میں دریا بند ہے﴾ یہ کتاب ہر لحاظ سے بہتر ہے - لیکن موصوف نے جو ہفتوں اور مہینوں کی نام کی تفصیل بیان کی ہے وہ بہت ہی حیرت انگیز ہے دل تو چاہ رہا ہے کہ لکھتا رہوں - لیکن کون کون سی خوبیوں کو بیان کروں گا - آخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت مولانا عمر حیات صاحب کو عمر دراز نصیب فرمائے اور علم و عمل میں برکت ڈالے اس طرح اس کتاب کو بھی لوگوں کے لئے نافع بنائے - آمین -

عید الاضحیٰ کے مبارک موقعہ پر

جامعہ عثمانیہ پشاور

کو نہ بھولیں - قربانی کا گوشت خود کھائیں، رشتہ داروں اور دوستوں کو کھلائیں - اور قربانی کی کھال یا اس کی قیمت **جامعہ عثمانیہ** کو دے کر مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی فرمائیں تاکہ آپ کی ادنی توجہ سے یہ نوخیز ادارہ اپنا علمی سفر جاری رکھ سکے - اور آپ بھی اس ادارہ کے دینی ---- مساعی میں شریک ہوں

برائے رابطہ

شعبہ مالیات

جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی، نوتھیہ روڈ پشاور صدر

فون نمبر: 273561

Scanned with CamScanner

توابل الادم

مجموعہ

خدمات دارالعلوم دیوبند

عالمی کانفرنس

جمعیۃ علماء ہند

NO. P-402 MONTHLY AL ASR PESHAWAR

جامعہ عثمانیہ پشاور

Jamia Usmania Peshawar

منافع بخش کاروبار میں شرکت کی دعوت!

یایہاالذین اٰمنوا ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

(الصف/...

اے ایمان والو۔ میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے۔

کیا آپ چاہتے ہیں؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے یقیناً چاہتے ہوں گے کہ آپ...
حلال آمدنی دنیا و آخرت میں آپ کی بھلائی کا ذریعہ بنے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا پرخلو...
جذبہ اپناتے ہوئے قرب وجوار میں غرباء، فقراء، یتیم بچوں کا سہارا ... اور دین کے کام...
خصوصاً مدارس عربیہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا مال دین سیکھنے والوں پر خرچ کریں۔

اس سلسلہ میں ﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ کو نہ بھولیں جس کے تعلیـ...
سال نمبر9 (۲۲-۱۴۲۱ھ) کا سالانہ تخمینی بجٹ ۳۷۸۰۸۴۶ سینتیس لاکھ اسی ہزار آ...
سو چھیالیس روپے ہے۔ جس میں ساڑھے تین لاکھ روپے کتب، تفسیر کی خریداری اور تعـ...
لاکھ روپے تعمیرات کے لئے ہیں۔ آپ کی زکوٰۃ و عطیات اور چرم قربانی کا بہترین مصرف
﴿جامعہ عثمانیہ پشاور﴾ ہمیشہ کے لئے توجہات کی فہرست میں رکھیں۔

اکاؤنٹ نمبر 716-0
یونائیٹڈ بنک سنہری مسجد روڈ
پشاور صدر

فارن کرنسی اکاؤنٹ
60035-3
حبیب بنک ارباب روڈ پشاور صدر

آپ کا خیر اندیش
مفتی ...